ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23

www.tanzeem.org

10 تا 16 رمضان المبارک 1438ھ / 6 تا 12 جون 2017ء

روزہ: احساس بندگی کی تازگی کا ذریعہ

روزے کا قانون یہ ہے کہ آخر شب طلوعِ سحر کی پہلی علامات ظاہر ہوتے ہی آدمی پر یکا یک کھانا پینا اور مباشرت کرنا حرام ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک پورے دن حرام رہتا ہے۔ اس دوران میں پانی کا ایک قطرہ اور خوراک کا ایک ریزہ تک قصداً حلق سے اتارنے کی اجازت نہیں ہوتی اور زوجین کے لیے ایک دوسرے سے قضائے شہوت کرنا بھی حرام ہوتا ہے۔ پھر شام کو ایک خاص وقت آتے ہی اچانک حرمت کا بند ٹوٹ جاتا ہے۔ وہ سب چیزیں جو ایک لحہ پہلے تک حرام تھیں یکا یک حلال ہو جاتی ہیں اور رات بھر حلال رہتی ہیں، یہاں تک کہ دوسرے روز کی مقررہ ساعت آتے ہی پھر حرمت کا قفل لگ جاتا ہے۔ ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ سے یہ عمل شروع ہوتا ہے اور ایک مہینہ تک مسلسل اس کی تکرار جاری رہتی ہے۔ گویا پورے تیس دن آدمی ایک شدید ڈسپلن کے ماتحت رکھا جاتا ہے۔ مقرر وقت تک سحری کرے، مقرر وقت پر افطار کرے، جب تک اجازت ہے، اپنی خواہشات نفس پوری کرتا رہے اور جب اجازت سلب کر لی جائے تو ہر اُس چیز سے رُک جائے جس سے منع کیا گیا ہے۔

اس نظامِ تربیت پر غور کرنے سے جو بات سب سے پہلے نظر میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام اس طریقہ سے انسان کے شعور میں اللہ کی حاکمیت کے اقرار و اعتراف کو مستحکم کرنا چاہتا ہے، اور اس شعور کو اتنا طاقتور بنا دینا چاہتا ہے کہ انسان اپنی آزادی اور خود مختاری کو اللہ کے آگے بالفعل تسلیم (Surrender) کر دے۔ یہ اعتراف و تسلیم ہی اسلام کی جان ہے، اور اسی پر آدمی کے مسلم ہونے یا نہ ہونے کا مدار ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی

اس شمارے میں

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

استقبالِ رمضان

مطالعہ کلام اقبال

اسلامی سربراہی کانفرنس: ڈونلڈ ٹرمپ کا خطاب

سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی......!

روزے کی حقیقی روح اور مقصد

روزہ اور تزکیہ نفس

زعمِ دانشوری بمقابلہ زعمِ تقویٰ

"رجوع الی القرآن کورس" کی اختتامی تقریب

الھدیٰ (758)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت مریمؑ کو بیٹے کی خوش خبری

سُورۃُ مریم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 19 تا 22

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ ٭ۖ لِاَہَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتۡ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ لَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّ لَمۡ اَکُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ کَذٰلِکِ ۚ قَالَ رَبُّکِ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجۡعَلَہٗۤ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ رَحۡمَۃً مِّنَّا ۚ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتۡہُ فَانۡتَبَذَتۡ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا ﴿۲۲﴾

آیت ۱۹ ﴿قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ ٭ۖ لِاَہَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ﴿۱۹﴾﴾ ''اُس نے کہا: میں تو آپ کے رب کا فرستادہ ہوں تا کہ میں آپ کو ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔''

آیت ۲۰ ﴿قَالَتۡ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ لَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّ لَمۡ اَکُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾﴾ ''مریم نے کہا: میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا؟ جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں کوئی بدچلن عورت ہوں۔''

آیت ۲۱ ﴿قَالَ کَذٰلِکِ ۚ﴾ ''اُس (فرشتے) نے کہا: ایسے ہی ہوگا!''

یعنی کسی مرد کے تعلق کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرمائے گا۔

﴿قَالَ رَبُّکِ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجۡعَلَہٗۤ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَ رَحۡمَۃً مِّنَّا ۚ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا ﴿۲۱﴾﴾ ''آپ کا رب فرماتا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے' تاکہ ہم اسے بنائیں ایک نشانی لوگوں کے لیے اور رحمت اپنی طرف سے' اور یہ ایک طے شدہ امر ہے۔''

یعنی اس بچے کو ہم لوگوں کے لیے معجزہ اور اپنی رحمت کا ذریعہ بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی معجزہ تھی' آپؑ کا رفع سماوی بھی معجزہ تھا اور اس کے علاوہ بھی آپؑ کو بہت سے معجزات عطا ہوئے تھے۔ غرض آپؑ کی شخصیت ہر لحاظ سے غیر معمولی' ممیز اور ممتاز تھی۔

آیت ۲۲ ﴿فَحَمَلَتۡہُ فَانۡتَبَذَتۡ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا ﴿۲۲﴾﴾ ''تو اُسے اس (بچے) کا حمل ٹھہر گیا' چنانچہ وہ اسے لے کر ایک دور جگہ پر چلی گئی۔''

اس پریشانی میں کہ حمل بڑھے گا تو لوگ کیا کہیں گے' حضرت مریم تنہائی کی غرض سے بیت اللحم چلی گئیں' جو ہیکل سلیمانی سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔''

فرمان نبویؐ

روزے میں معصیتوں سے پرہیز

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِہٖ فَلَیۡسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ اَنۡ یَدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے، تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (صحیح بخاری)

تشریح: معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں روزے کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان اور دوسرے اعضاء کو باز رکھے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں۔ روزے کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات نفسانی کو کچل دے اور اپنے نفس امارہ کو حق تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا تابعدار بنادے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 رمضان 1438ھ جلد 26
6 تا 12 جون 2017ء شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا--------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

عالم اسلام میں جھانک کر دیکھئے، ایک ایک مسلمان ملک کا جائزہ لیں۔ آپ کو کہیں سے خیر کی خبر نہیں ملے گی۔ عالم اسلام کا مرکز عرب جسے گزشتہ صدی سے سعودی عرب کا نام دے دیا گیا ہے، جہاں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہیں، یہ وہ دو شہر ہیں جن کی گلیوں سے بھی دنیا بھر کے مسلمان عقیدت رکھتے ہیں۔ حال ہی میں وہاں کے حکمرانوں نے' امریکہ جس نے اکیسویں صدی کی صرف پہلی دہائی میں لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ علاوہ ازیں دنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی کو اسلام سے جوڑ کر مسلمانوں کے سر تھوپ دیا۔ اس امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا والہانہ اور بے مثل استقبال کیا ہے۔ کس طرح تجارت کے نام پر اس اسلام دشمن ملک کے خزانے پر ڈالروں کی بارش کی گئی ہے، اس کا رونا ہم گزشتہ اشاعت میں رو چکے ہیں۔ تازہ اطلاعات کے مطابق مسلمانوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کا داخلہ امریکہ میں روکنے کی کوشش کرنے والے اس امریکی صدر کو جو ذاتی تحائف دیے جانے کی تفصیلات سوشل میڈیا پر ظاہر ہوئی ہیں وہ ناقابل یقین ہیں' لیکن بدلتے ہوئے حالات' مرتی اور دفن ہوتی ہوئی غیرت یہ سمجھا رہی ہے کہ آج کے مسلمان حکمرانوں سے کچھ غیر متوقع اور ناقابل یقین نہیں 'بہرحال کئی ارب ڈالر کے ذاتی تحفے بھی امریکی صدر کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ باقی عرب اسلامی ممالک بھی ہاتھ باندھے صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ وہ اسلامی ممالک ہیں جن میں سے اکثر کو اسرائیل سے خطرہ ہے لیکن یہ عرب شیوخ بلند سے بلند تر عمارتیں تعمیر کرنے میں مصروف ہیں۔ امریکی اور یورپی کمپنیوں سے اپنے ذاتی استعمال کے لیے سپیشل محل نما جہاز اور گاڑیاں آرڈر دے کر بنوا رہے ہیں جن میں سونے کا بے دریغ استعمال ہوتا ہے۔ قطر میں 2022ء میں عالمی فٹ بال چیمپیئن شپ کا انعقاد ہو گا۔ جس کے لیے وہاں ایک نیا شہر بنایا جا رہا ہے۔ یہ عرب شیوخ اکثر یورپ اور امریکہ شاپنگ کے لیے جاتے ہیں اور وہاں بے دریغ دولت لٹائی جاتی ہے۔ عراق میں امریکہ نے ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کی ہوئی ہے۔ وہاں سول وار جاری ہے' روزانہ بم دھماکے ہوتے ہیں اور عراقی مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں اڑا رہے ہیں۔ عراق کے معدنی وسائل امریکی مفادات کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ شام میں اہل شام کی دنیا اندھیر ہو چکی ہے۔ حافظ الاسد کے بعد اس کا بیٹا بشارالاسد عوام پر ظلم کی نئی داستانیں رقم کر رہا ہے۔ وہاں خانہ جنگی پورے عروج پر ہے اور اتنے گروہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کر رہے ہیں کہ عام آدمی کو سمجھ نہیں آتی کہ کون کس سے لڑ رہا ہے۔ فضائیہ عوام پر بمباری کر رہی ہے' کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال ہو رہا ہے، لوگ گھر بار چھوڑ کر دوسرے ممالک میں بھاگ رہے ہیں۔ حقیقی طور پر انسانی المیہ جنم لے چکا ہے۔

عرب سے عجم کی طرف آئیں۔ ایران نسبتاً ایک مضبوط ملک ہے۔ نصف صدی پہلے یہاں پہلوی خاندان کا طوطی بولتا تھا۔ امریکہ سے انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ اسے ایشیا میں امریکہ کا پولیس مین سمجھا جاتا تھا۔ عربوں سے اس زمانے میں بھی تعلقات اچھے نہیں تھے۔ امریکہ نے پہلوی خاندان کی پیٹھ میں

خنجر گھونپا۔ ایران میں انقلاب آیا جسے اسلامی انقلاب کہا گیا۔ تب سے عرب ایران کشمکش اپنے عروج پر ہے۔ یہ انقلاب مرگ بر امریکہ اور مرگ بر اسرائیل کے نعروں کی گونج میں برپا ہوا۔ لیکن حیرت ہے دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام کرنے والا امریکہ ایران کو بہت برداشت کرتا ہے۔ اس کے خلاف لفظی جنگ اور بیان بازی بہت ہوتی ہے لیکن ایران پر امریکہ نے آج تک ایک گولی نہیں چلائی۔ امریکہ عربوں کو ایران کا ہوا دکھا کر انہیں لوٹ رہا ہے۔ حقیقت میں امریکہ ایران کے درمیان پُراسرار نوعیت کی دشمنی ہے۔ افغانستان میں مختصر عرصہ کے لیے ایک اسلامی انسان دوست حکومت قائم ہوئی تھی یہ امریکہ کیسے گوارا کرتا لہٰذا ایک عذر لنگ تراش کر افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا۔ لیکن کیا یہ ممکن تھا کہ امریکہ اتنی آسانی سے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا اگر اسے افغانستان کے اندر سے اور ہمسایہ ملک پاکستان کی سپورٹ حاصل نہ ہوتی۔ آج بھی افغانستان میں افغانیوں پر مشتمل امریکی مدد سے ایک کٹھ پتلی حکومت قائم ہے اور افغان طالبان اپنی اسلامی حکومت کی بحالی کے لیے گوریلا جنگ کے ذریعے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بہرحال وہاں بھی مسلمان مسلمان کا قتل عام کر رہا ہے۔ فی الحال خونریزی بند ہونے اور امن قائم ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

آگے آ جائیے۔ یہ پاکستان ہے۔ اس کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ ایک مرتبہ اپنے ازلی اور بدترین دشمن بھارت سے شکست کھا کر دولخت ہو چکا ہے۔ ایسی ذلت آمیز شکست جس کی مثال اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی کہ پینتالیس ہزار کی فوج نے اپنے دشمن کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ اس سانحہ پر قوم چند دن خوب روئی پیٹی، کچھ لوگوں نے سمجھا کہ یہ شکست اس قوم کی کایا پلٹ دے گی۔ لیکن ہوا کیا جس ڈگر پر چلتے ہوئے عبرت ناک انجام تک پہنچے تھے اسی پر سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اس خوبصورت ملک کو اور اس قوم کو اگرچہ بہت سے موذی اور ہلاکت خیز امراض لاحق ہو چکے ہیں جن کا ذکر ہم گاہے بگاہے کرتے رہتے ہیں۔ ایک حیرت انگیز بات یہ ہوئی ہے کہ اس قوم میں چند گنتی کے سہی اپنے قاتل بھارت کے ہمدرد اور بہی خواہ دانشور پیدا ہو چکے ہیں' بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ موجودہ حکومت ان دانشوروں سے بری طرح متاثر ہے۔ لہٰذا ہر قیمت پر اور ہر صورت میں بھارت سے دوستی کی بھیک مانگتی رہتی ہے۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ بھارت ہمارے کشمیری مسلمان بھائیوں سے انسانیت سوز سلوک کر رہا ہے۔ کشمیریوں سے ہونے والے ظلم و ستم پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ وہ پاکستان پاکستان پکار رہے ہیں، کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ہم سے رشتہ استوار کرنے کی دہائی دے رہے ہیں اور ہم پاکستانی آنکھیں موندھے، دل و دماغ کے دریچے بند کیے، منہ موڑے بیٹھے ہیں اور یہ ایک لحاظ سے ٹھیک بھی ہے۔ ان حالات میں اور کیا کیا جا سکتا ہے جب حکومت اور اپوزیشن پاکستان سے وہ سلوک کر رہے ہیں جو آوارہ لڑکے کٹی ہوئی پتنگ لوٹنے کے لیے کرتے ہیں۔ پھر ان کے ہاتھوں پتنگ کا کیا حشر ہوتا ہے؟ اللہ سے اور صرف اللہ ہی سے توقع ہے کہ وہ اپنے فضل خصوصی سے پاکستان کو اس انجام سے بچا لے جو آوارہ لڑکوں کے ہاتھوں پتنگ کا ہوتا ہے۔ آخر میں اس پاکستان کے موجودہ بجٹ پر ایک نگاہ ڈال لیں جس کا بال بال ملکی اور غیر ملکی قرضوں میں جکڑا ہوا ہے۔ جسے کسی ایک حکمران نے نہیں لوٹا' بلکہ سویلین حکمران ہو یا فوجی اس کارِ بد میں سب ایک دوسرے پر سبقت لینے کے لیے بے تاب تھے اور ہیں البتہ اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ تاجر حکمران دولت جمع کرنے میں زیادہ مہارت بھی رکھتا ہے اور سبک رفتار بھی ہوتا ہے اور اس حوالہ سے دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا ماہر بھی ہوتا ہے۔

بہرحال اختصار کا تقاضا ہے کہ ہم صرف موجودہ بجٹ اور موجودہ حکمرانوں تک خود کو محدود رکھیں۔ مقروض قوم کا یہ بجٹ بھی 1480 ارب کے خسارے کا بجٹ ہے۔ یہ مزید سودی قرضوں اور نوٹ چھاپنے سے پورا کیا جائے گا جو پاکستان کی کمزور معیشت کو مزید نڈھال کر دے گا۔ ہمیں اس سال صرف سود کی مد میں 1363 ارب ادا کرنے ہوں گے۔ نواز شریف حکومت نے گزشتہ چار سال میں چودہ ہزار چار سو چونتیس (14434) ملین ڈالر غیر ملکی قرضے لیے۔ اس بجٹ کے حوالے سے صرف اتنا جان لیں کہ اس مقروض قوم کا صدر جو پارلیمانی نظام میں محض ایک عضو معطل کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا حکومتی امور سے تعلق نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے اس کی تنخواہ چھ لاکھ بڑھا کر سولہ لاکھ کر دی گئی ہے وہ ایوانِ صدر جہاں حکومتی امور سرے سے انجام ہی نہیں پاتے اس کے یومیہ اخراجات 12 لاکھ روپے سے بڑھا کر 15 لاکھ روپے یومیہ کر دیے گئے ہیں۔ ایوان صدر کی تزئین و آرائش' گاڑیوں' باغ باغیچوں کی دیکھ بھال کے لیے 95 کروڑ 96 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ وزیر اعظم ایک ہے لیکن وزیر اعظم ہاؤس دو ہیں۔ ایک اسلام آباد میں اور دوسرا لاہور جاتی امراء کی ذاتی رہائش گاہ کو وزیر اعظم ہاؤس قرار دے دیا گیا ہے۔ اس سال صرف وزیر اعظم ہاؤس پر 91 کروڑ 67 لاکھ 22 ہزار روپے خرچ آئے گا۔ باقی تمام اخراجات جن میں وزیر اعظم کے دورے بھی شامل ہیں ان پر اربوں روپے اٹھ جائیں گے' جو اس کے علاوہ ہوں گے۔

یاد رہے پاکستان کی نصف کے قریب آبادی یعنی اندازاً 10 کروڑ لوگ غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ کئی کروڑ بچے سکول نہیں جا سکتے۔ ہسپتالوں میں جگہ نہ ہونے کے باعث مریض ہسپتال کے دروازوں پر سسک سسک کر دم توڑ رہے ہیں۔ آبادی کے بہت بڑے حصے کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔ لوگ افلاس اور بیماری کے ہاتھوں خودکشیاں کر رہے ہیں۔ ؏ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک۔

سطور بالا میں عربوں کا جو حال بیان کیا گیا ہے وہاں عوام کا یہ حال نہیں ہے۔ وہ بہرحال عوام کو بھی خوشحال رکھتے ہیں۔ تمام ناپسندیدہ حرکات اور اسراف و تبذیر کا معاملہ ملکی وسائل سے کرتے ہیں۔ اور ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ؎

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

حقیقت یہ ہے کہ ساری اسلامی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ شاندار مساجد تعمیر کر لو، وہاں عمدہ اور نفیس قالین بچھا دو' ایئر کنڈیشنڈ لگا کر قہر کی گرمی میں اللہ کے گھر سرد خانے بنا دو، حج اور عمرہ کرتے چلے جاؤ تو بس اللہ راضی ہو جائے گا۔ وہ پیسے کی فراوانی سے اللہ کو بھی مرعوب کرنا چاہتے ہیں معاذ اللہ! پھر کہا جاتا ہے ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ ہم غیروں کے ہاتھوں ذلیل و خوار کیوں ہو رہے ہیں؟ کیا ہم مسلمان ہو کر اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کر کے بھی اللہ کی منشا نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سوچ اور فکر کو راہِ راست پر استوار کرے اور ہمیں اللہ اور رسول کے احکامات کی صحیح معنوں میں بجا آوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام: دن کا صیام اور رات کا قیام

استقبالِ رمضان

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ؒ کے 26 مئی 2017ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے اور نیکیوں کا موسم بہار سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ اس ماہِ مبارک کی برکات سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ خود کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔ اس مبارک ماہ کی عظمت کو ذہنوں میں تازہ کیا جائے اور برکتوں والے مہینے کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اُٹھانے کے لیے خود کو آمادۂ عمل کیا جائے۔ بلکہ عزم کیا جائے کہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے۔ وہ جو کسی نے کہا کہ؎

موسم اچھا' پانی وافر' مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان!

اگر مناسب ذہنی تیاری نہیں ہوگی تو ماہِ رمضان کی برکتوں سے کماحقہ فائدہ اُٹھانا ممکن نہیں ہوگا۔ ہمارے ہاں بزنس کمیونٹی بھی ماہِ رمضان کے آنے کی بڑی تیاری کر رہی ہوتی ہے، خاص طور پر جو گارمنٹس انڈسٹری سے متعلق لوگ ہیں یا کھجور کے بیوپاری، اگر وہ بیٹھے رہیں کہ رمضان آئے گا تو دیکھا جائے گا تو پھر وہ اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ لہٰذا بہت پہلے سے تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی ضرورت ہے اور اگر غفلت میں انسان وقت ضائع کر بیٹھے تو آخر میں کفِ افسوس ملتا ہے۔ والد محترم اس حوالے سے ایک شعر سنایا کرتے تھے کہ؎

اب کے بھی شاخ سبز میں پتا نہ کوئی پھول
اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

چنانچہ رمضان کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری روز ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ہمارا معمول ہے کہ ہم ہر سال اس کا اعادہ کرتے ہیں کیونکہ ذہنی تیاری کے حوالے سے وہ بہت ہی اکسیر اور مؤثر ہے۔ اس خطبے کے راوی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک اہم خطبہ دیا اور اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ)) ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، جس کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

یعنی رمضان کا پہلا تعارف یہ ہے کہ یہ عظمتوں والا مہینہ ہے، دوسرا تعارف یہ ہے کہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس کی ان عظمتوں کا اصل سبب کیا ہے؟
﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا'' (البقرۃ:185)

مرتب: ابوابراہیم

اللہ تعالیٰ عظیم ہے اور قرآن اس کا کلام ہے۔ لہٰذا رمضان کی عظمتوں کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا:
﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ①﴾ (القدر) ''یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔''

جس رات قرآن نازل ہوا وہ رات ایک ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے۔ وہ رات بھی عظمت والی اس لیے ہے کہ اس میں قرآن کا نزول ہوا۔ آگے آپ ﷺ نے فرمایا: ((جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا)) ''اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت ہی کی حیثیت حاصل ہے (جس کا بہت بڑا ثواب ہے)۔''

روزہ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان (کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) میں سے ایک ہے اور ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے جبکہ رات کا قیام نفل ہونے کے باوجود بہت ہی اجر وثواب کا باعث ہے۔ حدیث میں قیام کا مفہوم جہاں بھی بیان ہوا ہے تو اس سے مراد راتوں کو اللہ کے حضور کھڑے ہو کر زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنا لیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کو جب قیام اللیل کا حکم ہوا تھا تو اس میں بنیادی بات یہی تھی کہ
﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ④﴾ ''اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جایئے۔'' (المزمل)

رات کے ایک حصے میں ترتیل کے ساتھ قرآن کو پڑھنا اور اس کی اعلیٰ ترین شکل یہ ہے کہ نوافل میں پڑھا جائے۔ یوں تو پورا سال تہجد اور نوافل کا اپنا ثواب ہے لیکن یہاں جَعَلَ کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ ماہِ رمضان میں قیام اللیل کی ایک خاص اہمیت ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ رمضان کے یہ دونوں پروگرام (دن کا روزہ اور رات کا قیام) بالکل متوازی پروگرام ہیں۔ اس ماہ کی برکات سے صحیح معنوں میں استفادہ تب ہی ہو سکتا ہے جب رات کو قرآن کے ساتھ جاگا جائے۔ آگے آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ)) ''جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے ایام کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے ایام

کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔''

نفل کے مقابلے میں فرض کا اجر وثواب غیر معمولی ہے۔ لیکن ماہ رمضان میں اگر کوئی نفلی عبادت کرے گا یا کوئی خیر کا کام کرے گا تو اس کا ثواب فرض کی ادائیگی کے برابر ہوگا۔ جبکہ فرض کی ادائیگی کا ثواب اس ماہ میں ستر گناہ زیادہ ملتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ آج کی اصطلاح میں یہ نیکیوں کی لوٹ سیل کا مہینہ ہے۔

آگے اس ماہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ﴾ ''یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔''

صبر کا مطلب ہے اپنے آپ کو روکنا، برداشت کرنا۔ رمضان میں مسلمان بھوک پیاس برداشت کرتا ہے اور شہوت اور دیگر کئی چیزوں سے خود کو روکتا ہے۔ گویا یہ صبر کے حوالے سے ٹریننگ کا مہینہ ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اہل جنت کے حوالے سے فرمایا گیا کہ انھیں ان کے صبر کی وجہ سے جنت ملے گی۔

﴿أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی جزا میں (جنت کے) بالا خانے ملیں گے'' (الفرقان:75)

صبر ہمارے دین کی ایک بڑی جامع اصطلاح ہے اور ایک اعتبار سے پورا دین اس کے اندر سمٹ جاتا ہے۔ ہمارے ہاں صبر کا عام تصور یہ ہے کہ کوئی مشکل آ پڑی تو اس کو جھیل لیا، برداشت کر لیا۔ لیکن صبر کا مفہوم اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ اس کے تین لیول ہیں:

(1) صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ: گناہوں اور معاصی سے اپنے آپ کو روکنا۔ گناہ کے مواقع ہیں اور انسان کا نفس بھی اس طرف اُکسا رہا ہے۔ ﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ (یوسف:53) ''یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے'' لیکن انسان اپنے آپ کو روک کر رکھتا ہے تو یہ بھی صبر ہے۔

(2) صَبْرٌ عَلَى الطَّاعَةِ: دنیوی مفادات کو نظر انداز کر کے اطاعت، بندگی اور دینی فرائض (روزہ، نماز، زکوۃ، حج، فریضہ اقامت دین) کی ادائیگی پر کار بند ہونا، اس کے لیے بھی استقامت درکار ہوتی ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔

(3) صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ: مشکلات، تکالیف اور بیماری میں صبر کرنا اور اللہ کے فیصلے پر راضی برضائے رب رہنا اور شاکر رہنا۔ گویا پورا دین لفظ صبر کے اندر سمٹ کر آ گیا۔ اگر انسان واقعی زندگی میں صبر پر حازم رہے تو اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ سورۃ المومنون میں فرمایا: ﴿إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ (111)﴾ ''آج میں نے ان کو بدلہ دیا ہے ان کے صبر کے طفیل کہ آج یقیناً وہی کامیاب ہیں۔''

رمضان کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ: ((وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ)) ''یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے''۔

غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ دے رکھا ہے کہ کبھی فاقے کی نوبت نہیں آئی لیکن جب وہ روزہ رکھتے ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ بھوک کیا ہے اور پیاس کیا ہے تو پھر ان کو اندازہ ہوتا ہے کہ جو دو وقت کی روٹی کے محتاج ہیں، ان غریبوں پر کیا گزرتی ہے اور ان کے بچوں پر کیا گزرتی ہے۔ چنانچہ روزے کی بدولت انسان میں ہمدردی اور غمگساری کے جذبات جنم لیتے ہیں۔

اس ماہ کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ: ((وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ)) ''اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔''

دنیوی پیمانوں سے اگر Calculate کریں تو ہم سوچیں گے کہ روزہ رکھ کر قوت کار بہرحال کم ہوگی، آدمی جلدی نڈھال ہو جائے گا اور اس طرح آمدنی کم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پیمانے کچھ اور ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ فرمادیا کہ جو واقعی بندۂ مومن ہے اس کے رزق میں اضافہ ہوگا تو یقیناً ہونا چاہیے۔ ویرزقہ من حیث لا یحتسب ''وہ رزق تمھیں وہاں سے دیتا ہے جہاں تمہیں گمان بھی نہیں ہوتا''۔ وہ دنیوی اُصول وقواعد کا محتاج نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ پر یقین رکھ کر روزہ رکھے گا تو وہ دیکھے گا کہ اللہ نے کیسے کیسے راستے کھول دیئے۔ ہاں اگر پہلے

پریس ریلیز 2 جون 2017ء

حکومت تسلسل سے اپنے ہی اداروں سے تصادم کی پالیسی پر گامزن ہے

مسلم لیگی سینیٹر نہال ہاشمی نے تمام حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ججوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دیں

1480 ارب روپے خسارے کا یہ بجٹ تاجر دوست اور غریب دشمن بجٹ ہے

حافظ عاکف سعید

حکومت تسلسل سے اپنے ہی اداروں سے تصادم کی پالیسی پر گامزن ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ڈان لیکس کے حوالہ سے فوج اور حکومت کے درمیان کشمکش کے اثرات ابھی پورے طرح زائل نہیں ہوئے تھے کہ اب حکومت نے سپریم کورٹ سے تصادم مول لے لیا ہے۔ جب سے سپریم کورٹ پانامہ کیس کی سماعت کر رہی ہے حکومتی وزراء نے ججوں کے خلاف الزام تراشی اور طعنے دینے کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔ لیکن مسلم لیگی سینیٹر نہال ہاشمی نے تمام حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ججوں کو کھلم کھلا دھمکیاں دیں اور یہ تک کہہ دیا کہ تم نے بالآخر ریٹائر بھی ہونا ہے اور ہم پاکستان کی زمین تمہارے بچوں پر تنگ کر دیں گے۔ اُنہوں نے معزز جج کی اس بات سے اتفاق کیا کہ حکومت سیسیلین مافیا بن چکی ہے ایسی دھمکیاں تو فوجی ڈکیٹیٹرز بھی ججوں کو دینے سے گریز کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اندیشہ ہے کہ حکومت کا یہ طرز عمل اداروں کے تصادم کا موجب بنے گا اور ملک کو تباہی کی طرف لے جائے گا۔ بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنہوں نے اسے تاجر دوست اور غریب دشمن بجٹ قرار دیا جس میں مزدور کی تنخواہ میں صرف ایک ہزار کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ طبقہ امراء کو بہت سی رعائتیں دی گئیں۔ اُنہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان 1363 ارب روپیہ بطور سود بیرونی اداروں کو ادا کرے گا۔ یہ بجٹ 1480 ارب خسارے کا بجٹ ہے۔ جس کا مطلب مزید قرضہ اور معیشت کی مزید تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

سے ہی شکوک وشبہات ہوں تو پھر معاملہ مختلف ہے۔

چونکہ رمضان ہمدردی اور غم گساری کا مہینہ ہے اس لیے آگے اسی ہمدردی کے نتائج اور اس کے ظہور کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ)) ''جس نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔''

کسی روزے دار کو بلا کر افطار کرانا، اس کے لیے افطاری کا اہتمام کرنا، یہ اللہ کو بہت پسند ہے اور اس کا اجرو ثواب روزہ کے ثواب کے برابر ہے۔ یعنی روزہ دار کا پورا اجر بھی محفوظ رہے گا اور اتنا ہی اجر روزہ افطار کروانے والے کو بھی مل جائے گا۔

یہاں ایک لمحہ رک کر سوچنا چاہیے کہ ہماری ہمدردی اور غمگساری کے سب سے زیادہ مستحق کون ہیں؟ اس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ ہماری ہمدردی کے مستحق معاشرے کے وہ لوگ ہیں جنہیں عام دنوں میں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔ اگر آپ ان کا روزہ افطار کرائیں تو اس سے معاشرے کے اندر جو بھائی چارے کی فضا بنے گی اس کا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے ہاں جو افطار پارٹی ہوتی ہے، میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ اجر وثواب سے بالکل خالی ہے۔ لیکن یہ کچھ فیشن سا بن گیا ہے جس کا دائرہ کار صرف کھاتے پیتے لوگوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جبکہ غمگساری کے مہینے کا تقاضا یہ ہے کہ غریبوں، یتیموں اور مساکین کو ترجیح دی جائے اور پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا انتہائی پُر مغز خطبہ جاری تھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے گویا درمیان میں یہ سوال پوچھ لیا: (يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ) ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟''

سلمان فارسیؓ درویش صحابہؓ میں سے تھے اور انہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اور علم دین کے حصول کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے کہ ہم کسی کی افطاری کروا سکیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا: ((يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شُرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ)) ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا ایک کھجور پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔''

یہاں بین السطور یہ پیغام پنہاں ہے کہ جس کو کچھ میسر نہیں ہے وہ اپنے ساتھ کسی کو پانی' دودھ یا لسی کے ایک گلاس میں بھی شریک کر لیتا ہے تو یہ بہت اجر وثواب کی بات ہے۔ لیکن اگر معاملہ یہ ہو کہ خود اپنے لیے تو پکوان سجے ہوئے ہوں اور دوسروں کو صرف شربت یا لسی کے دو گھونٹ کے اوپر افطار کروایا جا رہا ہے تو یہ پسندیدہ طرزِ عمل نہیں ہے۔ اس حوالے سے اصل بات یہ ہے کہ یہ صرف الفاظ نہ رہیں' بلکہ اس کی ایک عملی تعبیر سامنے آنی چاہیے اور ہمیں اس پر بالفعل عمل بھی کرنا چاہیے۔

آگے رسول اللہ ﷺ نے اس ماہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر عشرہ کی الگ خصوصیات کا ذکر فرمایا: ((وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ)) ''اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔''

استقبالِ رمضان کے حوالے سے انتہائی اہم اور مؤثر خطبہ کے آخری الفاظ یہ ہیں: ((وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ)) ''اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف وکمی کر دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔''

دنیا کے اس امتحان میں کامیاب کون ہوگا قرآن ہمیں بتاتا ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (آل عمران:185) ''تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہوگیا۔''

گویا اگر ہم اس ماہ مبارک کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور جو بھی اس کی شرائط وآداب ہیں ان کو پورا کریں گے تو اس زندگی کا وہ مقصد حاصل ہو جائے گا جس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کے اس امتحان میں ڈالا ہے۔

صحیح روزہ جو شرائط اور آداب کے مطابق ہو وہ کون سا ہے؟ اس حوالے سے دو احادیث ایسی آتی ہیں کہ جو بڑی لرزہ دینے والی ہیں۔ اس میں ہمارے لیے بڑی راہنمائی موجود ہے کہ روزہ صرف اس کا نام نہیں ہے کہ صبح سحری کے بعد آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور غروب آفتاب کے بعد دوبارہ شروع کر دیا بلکہ روزے میں اپنے آپ کو گناہوں سے، نافرمانی سے اور ہر قسم کے مکروہات سے بچانا مقصود ہے۔ اگر آپ صرف حلال چیزوں سے رکے رہے اور حرام چیزوں سے باز نہیں آئے تو یہ روزہ نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا: ((رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ)) (سنن ابن ماجہ) ''کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں روزے سے سوائے بھوک کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔

ایک حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) (سنن ابی داؤد) ''جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹی بات بنانا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ محض اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔

اصلی روزہ وہی ہے جو ان شرائط وآداب کے ساتھ ہو کہ انسان طیب اور جائز چیزیں (جن کو چھوڑنا روزہ میں مطلوب ہے) چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گناہ اور حرام سے بھی بچتا رہے، غیر شرعی حرکات سے بھی باز آئے۔ تب وہ حقیقی معنوں میں روزہ ہوگا اور اس کا اجر و ثواب بھی پورا ملے گا۔

روزے کا اجرو ثواب: قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم کو کسی بھی نیکی پر دس سے سات سو گنا تک اجر وثواب ملتا ہے لیکن روزہ اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ)) (صحیح البخاری) ''روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔ یعنی اللہ اپنی شان کے مطابق روزے کا اجر انسان کو عطا کرے گا۔ وہ اجر بے حد وحساب ہے اور انسانی ذہن اور تصور سے بلند و بالا ہے۔ لیکن ان فضائل کا مستحق بننے کے لیے ضروری ہے کہ روزہ مکمل شرائط و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھا جائے جیسے کہ روزہ رکھنے کا حق ہے' ورنہ آپ اس اجر سے محروم رہ جائیں گے اور سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں اور اجر وثواب کے اس موسم بہار سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حکمتِ کلیمی 2

6 معنیٔ جبریل و قرآن است او — فِطرَۃُ اللّٰہ را نگہبان است او

وہ (کلیم) جبریل کی سی غیرمرئی طاقتوں کا حامل، کلامِ الٰہی کا انسان مطلوب اور 'فطرتُ اللہ' کے تقاضوں کا نگہبان ہوتا ہے۔

7 حکمتش برتر ز عقلِ ذوفنوں — از ضمیرش اُمّتے آید بروں

اُس کی فہم وفراست کے راز عام تجرباتی علوم کی حامل عقل سے بہت بلند ہوتے ہیں اور اس کے ارادوں سے ایک نئی اُمت سامنے آجاتی ہے۔

8 حکمرانے بے نیاز از تخت و تاج — بے کُلاہ و بے سپاہ و بے خراج

وہ ایسا حکمران ہوتا ہے جو دنیاوی اور مادی عزت کے معیارات تخت وتاج سے بلند ہوتا ہے وہ شاہی خرچ، شاہی فوج اور شاہی کروفر کے بغیر ہی بادشاہ ہوتا ہے۔

9 از نگاہش فرودیں خیزد ز دے — دُردِ ہر خُم تلخ تر گردد ز مے

اُس کی نگاہ خزاں کو بہار بنا دیتی ہے ہر مٹکے کی تلچھٹ بھی شراب سے زیادہ زوراثر ہوجاتی ہے۔

10 اندر آہِ صبح گاہِ او حیات — تازہ از صبحِ نمودش کائنات

اُس کی صبح کے وقت کی فریاد میں نئی زندگی ہوتی ہے اس کی نمود کی صبح کائنات کو تازگی دیتی ہے۔

11 بحر و بر از زورِ طوفانش خراب — در نگاہِ او پیامِ انقلاب

اُس کے طوفان کے زور سے بحروبرّ میں غیراللہ کی سلطنتیں ویران ہوجاتی ہیں اس کی نگاہ میں انقلاب کا ایک پیغام ہے

12 درسِ لاخَوفٌ عَلَیھِم می دہد — تا دلے در سینۂ آدم نہد

وہ 'لاخوفٌ علیھم' کا درس دیتا ہے تاکہ انسان کے سینے میں دل قرار پکڑے۔

6۔ اللہ کا فرستادہ یہ انسان (کلیم) جبرئیل کی سی غیرمرئی طاقتوں کا مظاہرہ کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام (وحی متلو ___ قرآن مجید میں تورات کو بھی قرآن کہا گیا ہے کہ اس کی بھی تلاوت ہوتی تھی) کا انسان مطلوب یا 'مجسم قرآن' ہوتا ہے۔ تخلیق کائنات کے تقاضوں کا نگران اور امین ہوتا ہے۔ روئے ارضی پر عدل وقسط اور اخلاقی وتشریعی توازن کا داعی ہوتا ہے۔ (1)

7۔ اس کی تعلیمات ایک طرف فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہوتی ہیں جو اہل ایمان کو سمجھ آتی ہیں تو دوسری طرف دنیا پرستوں اور خدابیزار انسانوں کے چالاک دماغوں سے کہیں اوپر ہوتی ہیں۔ اس کی تعلیمات سے حکمرانوں کے دبائے ہوئے انسانوں میں سے ہی ایک نئی نظریاتی جماعت اُٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ (2)

8۔ یہ انسان (کلیم) بے تاج و بے سپاہ بادشاہ ہوتا ہے۔ تاج وتخت وسپاہ فرعونوں کے پاس ہوتا ہے مگر عوام کے دلوں پر راج اس عوام دوست اور خداشناس انسان کا ہوتا ہے جو بظاہر دنیاوی وسائل سے تہی دست نظر آتا ہے۔

9۔ اس کی نگاہ سے دنیاوی کرّ وفر کے ساتھ انسان دشمن نظریات اور اخلاق دشمن رویّوں کا بے برکت ماحول (خزاں) خداشناس، انسان دوست اور اخلاق دوست رویوں کی بہار میں بدل جاتا ہے۔

10۔ اس (کلیم) کا راتوں کو جاگ کر اپنے ربّ کے حضور عجز و نیاز اس کے ساتھیوں کے ذریعے ایک نئی زندگی لاتا ہے اور اس کی یہ سحرخیزی ہر آنے والے دن میں ایک نئی صبح اور گزشتہ کل سے روشن تر صبح کی نوید ہوتی ہے۔

11۔ وقت کے مطلق العنان سلطان اور حکمران جو خدابن کر انسانوں پر مسلّط ہوتے ہیں اور ان کی تگ وتاز بحروبر میں پھیلی ہوتی ہے ایک مردِ کلیم کی تعلیمات سے اُٹھنے والی حرکت (اور عوامی بیداری) ایک طوفان کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور صدیوں سے مستحکم تہذیبیں اور سلطنتیں کھنڈرات میں تبدیل ہوکر قصہ ماضی بن جاتی ہیں۔

12۔ اس کی تعلیمات ایک اللہ کی اطاعت و وفاداری کا درس دیتی ہے اور اسی کے تقویٰ کا سبق دیتی ہیں۔ اس عمل سے غیراللہ کا ڈر، خوف اور ہیبت کافور ہوجاتا ہے، آسمانی ہدایت 'لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْن' کا ماحول پیدا ہوجاتا ہے، خداشناسی کے جذبے سے معمور نظریاتی انسانوں کی ایک جماعت تیار ہوجاتی ہے جن کو دنیاوی وسائل کی کمی کے باوجود باطنی سکون اور اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

(1) وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَاتُخْسِرُوا الْمِیْزَان O (الرحمٰن)
''اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو''۔

(2) وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَھُمْ اَئِمَّۃً وَّ نَجْعَلَھُمُ الْوٰرِثِیْنَ O (القصص)
''اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کردیے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انھیں (ملک کا) وارث کریں''۔

امریکہ عرب اسلامی سربراہی کانفرنس کے مثبت نتائج تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ مقابلے میں منفی پہلو میں زیادہ شدت ہے کہ اس کے ذریعے اُمت مسلمہ کے ایک مسلک کو علیحدہ کیا گیا ہے جبکہ یہ چیز اسلام اور عالم اسلام کے لیے زہر قاتل ہے: ایوب بیگ مرزا

دہشت گردی کا جن جو امریکی پالیسیوں سے بوتل سے باہر نکل کر پوری دنیا میں دندنا رہا ہے، اب امریکہ اسے سمیٹ کر مڈل ایسٹ میں لانا چاہتا ہے مگر اب یہ جن بوتل میں بند نہیں کیا جا سکتا: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

اسلامی سربراہی کانفرنس: ڈونلڈ ٹرمپ کا خطاب کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: امریکہ اسلامی سربراہی کانفرنس کا اصل مقصد کیا تھا؟

ایوب بیگ مرزا: میری ذاتی رائے میں یہ کانفرنس کثیر المقاصد تھی۔ یقینی طور پر اس کی تجویز امریکہ کی طرف سے آئی ہوگی۔ اس کو پرجوش انداز میں جس نے آگے بڑھایا ہوگا وہ سعودی عرب ہوگا۔ اصل میں دونوں کے مقاصد الگ ہو سکتے ہیں لیکن ایک جگہ جا کر دونوں کے مفادات اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر سعودی عرب اس وقت ایران کے حوالے سے خوفزدہ ہے۔ کیونکہ ایران اکثر کسی نہ کسی میزائل کا تجربہ کرتا رہتا ہے۔ چونکہ شروع سے ہی ایران اور سعودی عرب کا معاملہ ملت اسلامیہ کی امامت کے حوالے سے بڑا متنازع ہے، دونوں اس میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں۔ امریکہ کا معاملہ یہ ہے کہ امریکہ اس وقت صنعت وحرفت میں ترقی کے لحاظ سے بہت سے ممالک سے پیچھے رہ گیا ہے کیونکہ وہاں لیبر بہت مہنگی ہوگئی ہے اور ٹیکسز بہت زیادہ ہیں۔ جبکہ دوسرے ممالک میں یہ کم تر سطح پر ہیں۔ لیکن امریکن اسلحہ کی انڈسٹری بہت عروج پر ہے کیونکہ وہ ٹیکنالوجی میں ایسی چیزیں بنا رہا ہے جو دوسرے ممالک نہیں بنا سکتے۔ لہٰذا اس کا سارا انحصار اب جنگی اسلحہ بیچنے پر ہے۔ اس لیے امریکہ کا مقصد یہ ہے کہ ایران کا ہوّا کھڑا کر کے سعودی عرب کو اسلحہ بیچا جائے اور یہ اسلحہ کے لحاظ سے انسانی تاریخ کا سب سے بڑا معاہدہ ہوا ہے۔ جس کا مقصد امریکی معیشت کو بہتر کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹرمپ نے اپنی تقریر میں دوسرے ممالک کو بھی ترغیب دی ہے کہ وہ سعودی عرب کی تقلید کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے خلاف خود لڑیں۔ یعنی اسلحہ خریدیں۔ کانفرنس کا دوسرا مقصد بظاہر ایران کو Isolate کرنا ہے لیکن میری ذاتی رائے میں امریکہ ایران سے اتنی مخالفت نہیں رکھتا جتنا اس کا اظہار کر رہا ہے اور یہ اظہار سعودی عرب کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے ہے جس کے نتیجے میں یہ معاہدہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ چاہتا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف مسلمان ممالک خود ہی لڑیں تاکہ اس کا ردعمل اپنے ممالک کے خلاف ہو، امریکہ کے خلاف نہ ہو۔ اس کے علاوہ ٹرمپ نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے کیونکہ اس معاہدے سے امریکہ میں روزگار پیدا ہوگا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ٹرمپ کی صدارت کو 100 دن پورے ہو گئے ہیں اور ان دنوں میں انھوں نے جتنے اقدامات اُٹھائے اکثر میں انھیں ہزیمت اٹھانی پڑی۔ یہاں بھی ان کا بہت بڑا ایک یوٹرن نظر آتا ہے کیونکہ اپنی الیکشن کیمپین میں انہوں نے اسلام کے خلاف بہت سخت قسم کے بیانات دیئے تھے اور صدر بننے کے بعد بھی امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف جو اقدامات اُٹھائے گئے، ان کے لیے امریکہ میں داخلہ بند کر دیا گیا جس میں انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے ان کا امیج بہت خراب ہو چکا تھا لہٰذا اب یہ کوئی ایسا قدم اُٹھانا چاہ رہے تھے جس سے ان کا امیج بہتر ہو۔ چنانچہ حالیہ قدم اٹھا کر ایک مقصد تو انہوں نے فوری طور پر حاصل کر لیا کہ امریکہ میں اس حوالے سے ان پر کوئی تنقید نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ ان کو یہ فائدہ ہوا کہ یہاں آ کر انھوں نے 380 بلین ڈالر کے سودے کیے۔ لہٰذا ایک تو امریکہ اپنا اسلحہ بیچے گا اور دوسرا امریکہ میں تین سال میں کساد بازاری ختم ہو جائے گی۔ اسی دورے میں ٹرمپ نے ویٹی کن اور اسرائیل کا دورہ کر کے یہ پیغام دیا کہ میرے دل میں ان تینوں مذاہب کے لیے اچھے جذبات ہیں۔ اس کے علاوہ چائنہ نے OBOR کا جو منصوبہ شروع کیا ہے ٹرمپ نے اس طرح اس کا بھی جواب دیا ہے کہ تم اتنے ملکوں کے ساتھ معاہدے کر کے 124 بلین ڈالر کا سودا کر رہے ہو اور میں نے صرف ایک ہی ملک کا دورہ کر کے 380 بلین ڈالر کا سودا کر لیا ہے۔ اس لحاظ سے اس نے کاؤنٹر کیا ہے۔

سوال: بحیثیت اُمت مسلمہ مسلمانوں کے لیے اس کانفرنس سے کون کون سے مثبت اور منفی نتائج برآمد ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: جب آپ ملت اسلامیہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو شرم سی محسوس ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں اس وقت ملت اسلامیہ کا دنیا میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں 58 اسلامی ممالک موجود ہیں لیکن کسی ایک میں بھی اسلامی نظام نافذ نہیں ہے بس وہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس کانفرنس سے مثبت بات کا پتا لگانا مشکل ہے کیونکہ مقابلے میں منفی بات زیادہ شدت سے سامنے آئی ہے کہ اس میں ایران کو isolate کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایران صرف ایک مسلم ملک ہی نہیں بلکہ وہ ایک مسلک کا نمائندہ بھی ہے اور اس مسلک کے تمام ممالک اس کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ اس کانفرنس کے ذریعے ایک مسلک کو جو علیحدہ کیا گیا ہے جو کہ امت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

سوال: امریکہ اور ایران کے درمیان اس وقت کوئی سیریس اختلاف نظر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود امریکہ ایران کے خلاف اتنا سخت موقف کیوں اپنا رہا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں امریکہ شام میں بشارالاسد کی حکومت کو گرانا چاہتا ہے اور شام کو سب سے بڑی سپورٹ ایران کی حاصل ہے۔ جس میں روس بھی ان کی مدد کر رہا ہے اور وہ امریکہ کے لیے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔

ایوب بیگ مرزا : میں اس سے تھوڑا سا اختلاف کروں گا کیونکہ امریکہ شام میں بشارالاسد کی حکومت کو گرانا نہیں چاہتا بلکہ اس کو ہر وقت خطرے میں رکھنا چاہتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ جب شام میں باغی کمزور ہوں گے تو امریکہ آگے بڑھے گا اور جب بشارالاسد کمزور ہوگا تو پیچھے ہٹ جائے گا تاکہ یہ فساد اور خونریزی اسی طرح جاری رہے۔ کیونکہ امریکہ وہاں divide and rule کی پالیسی اپنائے ہوئے ہے اور اس مقصد کے لیے وہ اہل سنت اور اہل تشیع کی لڑائی اور فساد چاہتا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : ٹرمپ نے الیکشن کے دوران بیان دیا تھا کہ داعش کو اوباما انتظامیہ نے خود بنایا ہے۔ داعش کے خلاف ایران، روس اور امریکہ تینوں ایکشن لینا چاہتے ہیں تو ان کے مفاد مشترک ہو جاتے ہیں۔ امریکہ بشارالاسد کی حکومت گرانا چاہتا ہے یا نہیں لیکن وہ شام کو اسرائیل کے لیے خطرہ ضرور سمجھتا ہے کیونکہ اسرائیل کے پڑوس میں یہ واحد پاور رہ گئی ہے جس سے اسرائیل کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا بنیادی طور پر وہ شام کی قوت کو توڑنا چاہتے ہیں۔

سوال : کیا امریکہ نے مسلمانوں میں ایک گہری دراڑ نہیں پیدا کر دی یعنی دو کیمپ بن گئے ایک سعودی عرب کا اور دوسرا ایران کا؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں ایران بھی پیچھے نہیں رہا۔ اس کانفرنس سے پہلے ایران نے ایک بیان جاری کیا ہے کہ ہم کسی وقت بھی مکہ اور مدینہ کو چھوڑ کر سارے سعودی عرب کو تباہ کر سکتے ہیں۔ اب اگر ایران یہ کہے گا تو سعودی حکومت اپنے تحفظ کے لیے دوسری طرف تو دیکھے گی اور امریکہ کے سوا اس کے پاس ہے کون جس کی طرف وہ دیکھے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس ریجن میں تیل ہے اور اس ریجن کے دو ناکے ہیں ایک گلف کا اور دوسرا راس المندب کا جو یمن کے کونے پر ہے۔ ریڈ Sea پر تو سعودی عرب کا کنٹرول ہے، گلف پر گلف سٹیٹس کا کنٹرول ہے۔ لیکن ایران بیٹھا ہوا ہے اپنا چاہ بہار کا منصوبہ لے کر جو بالکل خلیج فارس کے منہ پر ہے۔ یمن میں حوثی طاقت پکڑ لیں تو وہ راس المندب کو کنٹرول کر سکتے ہیں اور حوثیوں کو ایران کی پشت پناہی حاصل ہے۔ چنانچہ ایک طرف سعودی عرب بھی یہ محسوس کر رہا ہے کہ اس کے اپنے مفادات بھی ان دو پوائنٹس پر خطرے میں ہیں اور امریکہ اور مغرب کی معیشت بھی آئل پر چلتی ہے لہٰذا وہ ایک طرح سے سعودی عرب کو مضبوط کر رہے ہیں تاکہ وہ خود ایران اور حوثیوں سے لڑے بجائے اس کے کہ امریکہ خود آ کر اپنی فوجیں اُتارے۔

ایوب بیگ مرزا : جس طرح امریکہ کے ایران کے ساتھ عملی تعلقات ہیں عین ممکن ہے کہ اس کانفرنس سے پہلے سعودی عرب کو بلیک میل کرنے کے لیے امریکہ نے اندر خانے ایران کو اعتماد میں لیا ہو۔ کیونکہ اگر آپ اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے امریکہ کی پالیسی دیکھیں تو وہ ہمیشہ اسی طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا آیا ہے۔

سوال :نواز شریف صاحب اس کانفرنس میں ایک بہت بڑا وفد لے کر گئے لیکن انہیں تقریر کا موقعہ نہ ملا یعنی اس کانفرنس میں پاکستان کی کوئی اہمیت نظر نہیں آئی۔ پاکستان کو اس سے کیا حاصل ہوا؟

ایوب بیگ مرزا : اصل میں ہماری خارجہ پالیسی میں ایک کنفیوژن ہے۔ ہمیں خود پتا نہیں ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی کیا ہونی چاہیے۔ اس وقت ہماری خارجہ پالیسی خود بخود کبھی رائٹ ہو جاتی ہے کبھی لفٹ۔ ایک طرف ہم نے راحیل شریف کو NOC دے دیا کہ وہاں جا کر اپنا چارج سنبھالیں، دوسری طرف جب سربراہی کانفرنس کا دعوت نامہ ملا تو اس کو فوری طور پر قبول کرتے ہوئے ہمارا چیف ایگزیکٹو وہاں گیا۔ وزارت خارجہ سے مسلسل اطلاعات آ رہی تھیں کہ ٹرمپ سے نواز شریف کی ملاقات ہوئی اور کانفرنس کے فلاں دن وزیراعظم کی تقریر ہوگی وغیرہ۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ اُلٹا پاکستان کے حوالے سے امریکی عزائم کا اظہار ٹرمپ کی تقریر میں ہوا۔ دہشت گردی کی جنگ میں اس خطے میں سب سے زیادہ نقصان پاکستان کا ہوا، 50ہزار کے قریب سویلین اور ملٹری کے لوگوں نے قربانی دی۔ اربوں ڈالرز کا نقصان ہوا، سیاحت کی انڈسٹری ختم ہوگئی لیکن ٹرمپ نے اپنی تقریر میں دہشت گردی سے متاثر ممالک میں پاکستان کا نام ہی نہیں لیا۔ بجائے اس کے بھارت جو کشمیر میں بدترین دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے اور پڑوسی ممالک میں بھی اس کا دہشت گردی کو پروان چڑھانا ثابت ہو چکا ہے لیکن ٹرمپ نے اسے دہشت گردی سے متاثر ممالک میں شمار کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ پاکستان کی قربانیوں کو تسلیم کرنے کی بجائے پاکستان کے بارے میں ابھی مزید خوفناک عزائم رکھتا ہے۔

> ٹرمپ نے اپنی تقریر میں دہشت گردی سے متاثر ممالک میں پاکستان کا نام ہی نہیں لیا۔ بجائے اس کے بھارت جو بدترین دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے ٹرمپ نے اسے دہشت گردی سے متاثر ممالک میں شمار کیا ہے۔

سوال :ٹرمپ نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ہم خیر سگالی کے لیے آئے ہیں، ہم آپ پر اپنے کوئی نظریات نہیں تھوپتے۔ اب کون سے نظریات رہ گئے ہیں تھوپنے کے لیے؟

ایوب بیگ مرزا : ہم مغربی تہذیب کو پہلے ہی اپنا چکے ہیں، اس کے اثرات ہم پر مرتب ہو رہے ہیں اور وہ ثقافتی طور پر ہمیں فتح کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :ثقافت سیاست کے ساتھ آتی ہے۔ مثال کے طور پر وہ اپنی بیوی کے ساتھ بیٹی کو بھی ساتھ لائے۔ وہاں پر انہوں نے ایک این جی او قائم کی ہے جس میں عورتوں کے لیے فنڈ قائم کیا ہے اور سعودی عرب نے دس کروڑ ڈالر اس فنڈ کو donate کر دیے ہیں۔ اب ظاہر ہے اس فنڈ کے ذریعے ہیومن رائٹس کے نام پر عورتوں کو شرم و حیا سے بیزار کیا جائے گا، ہم جنس پرستوں کے حقوق کا تحفظ ہوگا وغیرہ۔ لہٰذا صرف زبان سے یہ کہہ دینا کہ ہم اپنے نظریات تھوپنے نہیں آئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ سیکولرازم تو کسی مذہب کے خلاف کچھ نہیں کہتا اور کلچر پڑھایا نہیں جاتا بلکہ شو کیا جاتا ہے۔ لہٰذا سارے مسلم ممالک میں مغربی کلچر پورے کا پورا آ چکا ہے۔

سوال :دہشت گردی کے حوالے سے ٹرمپ نے کہا کہ "This is not a battle between different faiths, different sects, or different civilizations. This is a battle between barbaric criminals who seek to obliterate human life," کیا دہشت گردی کی تعریف اب امریکہ بتائے گا؟

ایوب بیگ مرزا :barbaric کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ٹرمپ سمیت ہر امریکی کو شرم آنی چاہیے۔ جتنی درندگی، وحشی پن، بہیمیت کا مظاہرہ امریکہ نے گزشتہ دو دہائیوں میں کیا ہے، جتنے انسانوں کو اس نے مارا ہے اگر دہشت گردی کے تمام واقعات کو جمع کر لیا جائے تو اس کا سواں حصہ بھی نہیں بنتا۔ صورت حال یہ ہے کہ درندوں نے شرافت کا لباس پہن لیا ہے جو خود کو شریف کہتے ہیں اور دوسروں کو درندہ کہتے ہیں۔ ہم دہشت گردی کی ہر شکل کی مذمت کرتے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ سب سے بڑی دہشت گردی کون کر رہا ہے، یعنی ریاستی دہشت گردی کون کر رہا ہے۔ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے جہاں انسانوں کو اندھا کیا جا رہا ہے لیکن ٹرمپ نے کشمیر کا نام نہیں لیا۔ جو کام امریکہ کے خلاف ہوگا وہ دہشت گردی ہوگی اور امریکہ انسانوں کا جو خون بہائے گا وہ امن ہوگا۔ اندازہ کریں کہ اسرائیل کے

وزیراعظم اور برما کی سربراہ کو نوبل پرائز ملا ہے جن کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

سوال: ٹرمپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ایران گزشتہ کئی دہائیوں سے دہشت گردی اور انتہا پسندی کو فروغ دے رہا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہی کام امریکنز نے عراق میں خود کیا ہے۔ صدام حکومت کو ختم کرنے کے لیے وہاں کی شیعہ اقلیت کو اٹھایا ہے۔ اس وقت وہاں پر صدر اور وزیراعظم دونوں شیعہ ہیں اور ان کو ایران کی پوری پوری آشیرباد حاصل ہے۔ اس وقت امریکہ کی divide and rule والی پالیسی ہے۔ وہ نہ ایرانیوں کا ہمدرد ہے نہ سنیوں کا ہمدرد ہے۔ جس جنگ کو اس نے خود شروع کیا اس کو اب اس خطے میں لا کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ فرسٹ گلف وار میں جتنا بھی اس کا خرچ ہوا تھا وہ اس نے کویت اور سعودی عرب سے وصول کر لیا تھا لیکن جب افغانستان میں آیا اور عراق پر حملہ کیا تو اس کو اپنی جیب سے پیسے خرچ کرنے پڑے۔ اب جب امریکہ کی اکانومی کمزور ہوئی ہے تو اس نے یہ کام مسلمانوں کے ذمے لگا دیا ہے کہ وہ خود آپس میں لڑیں تاکہ امریکی مقاصد پورے ہوں۔

ایوب بیگ مرزا: اگرچہ ایران کو isolate کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، مسلمان ممالک کا ایک اتحاد اس کے خلاف بنایا جا رہا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دہشت گردی کے حوالے سے ایران معصوم رہا ہے۔ یمن میں جو کچھ ہو رہا ہے، حزب اللہ جو کچھ کر رہی ہے۔ اسی طرح عراق میں جب سنیوں کی تحریک نے زور پکڑا تو ایرانی گارڈز عراق کی امداد کے لیے گئے۔ لہٰذا جو کچھ ایران کے ساتھ ہو رہا ہے وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں مسلکی بنیاد پر کوئی بڑا فساد نہیں ہوا۔ چند سال پہلے پاکستان میں دہشت گردی بہت عروج پر تھی، ایک دھماکہ مسجد میں ہوتا تھا اور دوسرا امام بارگاہ میں۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان کے اہل سنت اور اہل تشیع دونوں نے بڑی عقل مندی کا مظاہرہ کیا اور اس حوالے سے امریکہ کی تمام مکاری اور عیاری پاکستان میں ناکام ہوئی جو اب عربوں میں کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے عوام کو اس بات کی سمجھ آ گئی ہے اور ہمارے جو مذہبی لیڈر ہیں انہوں نے بھی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ اب یہاں پر ملی یکجہتی کونسل جیسی تنظیمیں وجود میں آ گئی ہیں جنہوں نے آپس میں مل بیٹھ کر اس بات کو سمجھا ہے کہ دشمن ہمیں لڑا کر ہمارے ملک کا امن و سکون تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافی عرصہ ہوا ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

سوال: ہیومن رائٹس کا نام لے کر امریکی کس کس چیز کو نشانہ بنائیں گے۔ اسلامی سزائیں، توہین رسالت؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہیومن رائٹس ہوتے ہیں لیکن وہ کسی حدود و قیود کے پابند ہوتے ہیں چاہے وہ کوئی سیکولر معاشرہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہم مسلمان ہیں، ہمارے ہیومن رائٹس سارے اس آسمانی ہدایت کے تابع ہیں جو قرآن و سنت میں ہے۔ قرآن حکیم میں سورۃ النساء کی آیت 36 میں تفصیل کے ساتھ ہیومن رائٹس کا ذکر کیا گیا اور حدود مقرر کی گئی ہیں اور ان کے بارے میں کہیں پر ہے کہ ﴿فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ﴾ (البقرہ: 187) ''پس ان کے قریب بھی مت جاؤ'' اور کہیں پر ہے ﴿فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ﴾ (البقرہ: 229) ''پس ان سے تجاوز مت کرو''۔ اسلام تو جانوروں اور نباتات تک کو حقوق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حقوق بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیے ہیں۔ اس سے زیادہ ہیومن رائٹس کا کوئی پرچارک نہیں ہو سکتا۔

> پاکستان کے اہل سنت اور اہل تشیع دونوں نے بڑی عقل مندی کا مظاہرہ کیا اور امریکہ کی تمام مکاری اور عیاری پاکستان میں ناکام ہوئی جو عرب دنیا میں کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہے۔

سوال: مغربی ہیومن رائٹس کیا ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: آپ اگر کوئی بات کریں گے تو آپ کو اینٹی سامائٹ کہہ دیا جائے گا حالانکہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی سامی النسل ہیں، تمام انبیاء اس میں شامل ہیں اور ہم تمام انبیاء کو مانتے ہیں اور ہمارے نزدیک کسی بھی نبی کے بارے میں معاذ اللہ کوئی گستاخی والی بات کہہ ہی نہیں سکتا۔ ایک مسلمان تو اینٹی سامائٹ ہو ہی نہیں سکتا۔

ایوب بیگ مرزا: ہمارا دین تو کہتا ہے کہ تم ان کے جھوٹے خدا کو کچھ نہ کہو ایسا نہ ہو کہ یہ تمہارے سچے خدا کو کچھ کہہ دیں۔

سوال: تقریر میں ٹرمپ نے ہیومن رائٹس کے الفاظ استعمال کیے ہیں اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اس کی آڑ میں ہمارے اسلامی قوانین کو تہس نہس کرنا مقصود ہو سکتا ہے۔ مثلاً قادیانیوں کا معاملہ اور توہین رسالت کا قانون۔ اس کے علاوہ بعض نصابی کتابوں میں مذہب کے حوالے سے ہم نے بہت پسپائی اختیار کی ہے۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ قادیانیوں کے معاملے اور توہین رسالت کے معاملے میں ہماری قوم پسپائی اختیار نہیں کرے گی چاہے ٹرمپ کا باپ بھی آ جائے اور اگر پاکستان کے کسی حکمران نے پسپائی اختیار کرنے کی کوشش کی تو وہ حکمران رہے گا نہیں، کیونکہ باقی مسلمان ممالک کی نسبت مذہب سے پاکستانیوں کا معاملہ مختلف ہے۔ یہاں وہ بندہ جو نماز نہ پڑھتا ہو وہ مسجد کی حرمت کے لیے سب سے پہلے کٹ مرتا ہے۔

سوال: ٹرمپ نے جو یہ کہا ہے کہ "Responsible nations must work together to end the humanitarian crisis in Syria, eradicate ISIS, and restore stability to the region." اس کا مقصد کیا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: شام میں crisis امریکہ نے خود create کیا ہے جس کی وجہ سے مہاجرین کا سارا بوجھ ترکی نے اٹھایا ہے اور اس وجہ سے ترکی کی معیشت انڈر پریشر ہے۔ شام میں مزاحمتی گروپس امریکہ نے ہی بنائے ہیں۔ آج اگر یہ چاہیں تو یہ سب کچھ ختم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ٹرمپ کے ان الفاظ کا مقصد اس داغ کو دھونا ہے جو امریکہ پر لگ رہا ہے۔ دوسرا اس نے مسلمان ممالک کو ترغیب دی ہے کہ مہاجرین کا بوجھ وہ بھی تھوڑا اٹھا لیں۔

ایوب بیگ مرزا: اصل میں آج کی عالمی سفارت کاری یہ ہے کہ جرم کرو اور دوسرے پر تھوپ دو۔

سوال: ٹرمپ کی تقریر سے آپ کو کیا لگتا ہے، کیا امریکہ چاہتا ہے کہ امریکی مفادات کا تحفظ مسلمان ممالک کریں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دہشت گردی کا جن جو بے قابو ہو کر باہر نکل آیا ہے یہ امریکہ کی ہی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ نائن الیون بھی انہی کی پالیسی کا کیا دھرا تھا۔ حالیہ جو مانچسٹر میں واقعہ ہوا ہے اس کے بارے میں اطلاعات ہیں کہ کوئی لیبیا کا آدمی گرفتار کیا ہے۔ اب ظاہر ہے لیبیا میں انہوں نے جو تباہی مچائی ہے اس کا کچھ تو ردعمل ظاہر ہونا ہے۔ میں اس کی حمایت تو نہیں کر رہا ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ ایشو کس نے پیدا کیا! ردعمل میں کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب امریکہ اور مغرب دہشت گردی کے اس عفریت کو سمیٹ کر مڈل ایسٹ میں لانا چاہتے ہیں لیکن وہ جن جو بوتل سے باہر آ گیا ہے اب اس کو دوبارہ بوتل کے اندر بند نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆☆☆

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ماہ رمضان، یوم تکبیر کا ہاتھ تھامے ہم پر طلوع ہوا ہے۔اسی ماہ مبارک میں محمد بن قاسم نے اس خطے کو اسلام آشنا کیا اور اسی کی مبارک 27 ویں شب میں پاکستان کا معجزہ ہمیں عطا ہوا۔ ہم اپنی شناخت سے نظریں چراتے چراتے کہاں آن پہنچے! نام کو یوم تکبیر۔ لیکن مساجد کے لاؤڈ سپیکروں کے گلے میں ناقابل سماعت گھٹی گھٹی تکبیر ہے۔ اجازت نہیں تکبیر بلند کرنے کی۔ رہا ایٹم بم! تو کیفیت یہ ہے کہ اس پر ہم شرمندہ ہیں! کہ بنانے والے زندہ ہیں! زبان حال تو یہی کہہ رہی ہے! ڈارونی بندروں کی اولادوں سے دوستی کے ناتے جوڑ کر، فرنٹ لائن اتحادی بن کر ہم سبھی کچھ بھلا بیٹھے۔ آیئے بنیادی اسباق تازہ کرلیں۔ رمضان، ماہ قرآن ہے۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے، اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ (البقرۃ:187) دنیا اپنے بگاڑ میں کچھ آج جیسی ہی تھی۔ کفر، شرک، بے حیائی، فحاشی، معاشی استحصال، ظلم و جبر میں ڈوبی، جب کریم النفس محمد ﷺ غور و فکر، تلاش حق میں غار حرا میں جا کر شب و روز گزارتے۔ ایسے میں دنیا کی تقدیر بدل دینے والی وہ رات طلوع ہوئی جس میں جبرائیل امینؑ روئے زمین پر رہتی دنیا تک کے لیے جہل کی، کفر و شرک کی تاریکیاں دور کردینے والا نور القرآن المبین، حبل اللہ المتین (اللہ کی مضبوط رسی) الصراط المستقیم لے کر اترے۔ کتنا مبارک تھا وہ سینہ ﷺ جو مہبطِ وحی الٰہی بنا! لا الٰہ الا اللہ۔ قرآن میں مضمر ہے اور محمد رسول ﷺ اللہ سنت رسول ﷺ، سیرت رسول ﷺ ہے۔ الصادق، الامین نبی ﷺ پر 23 سال روح الامین کے ذریعے قرآن اسی طرح نجماً نجماً تھوڑا تھوڑا، تارہ تارہ روشنی بن بن کر اترتا رہا۔ وقت، بدلتے حالات میں رہنمائی کی مناسبت سے زمانوں، جہانوں کے رب نے، زمین و فلک ان سے آگے تلک کی اس کائنات کے خالق و مالک نے اس ماہ مبارک میں رہتی دنیا تک کے لیے معجز اثر کلام سے انسانیت کو نوازا۔ ہدیٰ للناس، تمام انسانوں کی ہمہ گیر ہمہ پہلو ہدایت و رہنمائی کا سامان۔ پیغام رسانی کے لیے محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ، آپ ﷺ کے بعد امت محمد ﷺ کا انتخاب ہوا۔ آج 1.5 ارب سے زاید مسلمان اس کے امین ہیں۔ اس کرّے پر زندگی، اس کا مقصد، اس کی ابتدا و انتہا، زندگی کے ہر دائرے (انفرادی و اجتماعی) کے اوامر و نواہی سبھی کچھ ہمارے نصاب کی اس کتاب میں موجود ہے۔ کتاب (القرآن) اصول و ضوابط کی تھیوری پڑھاتی ہے۔ محمد ﷺ نے بحیثیت استاد زندگی کے ہر دائرے میں عمل پیرا ہو کر جینا سکھا دیا۔ تہذیب و معاشرت، معیشت، سیاست، حکمرانی، قوانین صلح و جنگ، بین الاقوامی تعلقات سبھی کی رہنمائی مکمل جامع، اعلیٰ و اکمل (Perfect) دے دی۔ ہر سوال کا جواب موجود۔ اسلوب عمل واضح۔

آج کی دنیا جس چیز پر خوفناک جہالت کا شکار ہے، وہ زندگی بعد موت کا علم ہے۔ یہ علم صرف انبیاء اور کتب آسمانی کے پاس ہے۔ پچھلی کتابوں کی تحریف کے بعد آج اس حوالے سے جامع علم صرف (بذریعہ نبی ﷺ اور وحیٔ الٰہی) مسلمان کے پاس ہے۔ یہ سادہ سی بات کہ زندگی اصلاً ایک لامنتہا تسلسل ہے جس کے پہلے حصے میں ہم آج مقیم ہیں۔ یہ حصہ امتحانی دور ہے۔ جس کی رہنمائی لے کر انبیاء و رسل آتے رہے۔ کوئی انسانی دور اس سے محروم نہیں رہا۔ جس رب نے انسان کو ہر نعمت فراواں دی۔ چٹکی بھر نمک چاہیے تھا، اللہ نے صرف پاکستان کو طویل پہاڑی سلسلہ نمک عطا فرما دیا (جس سے گزرتے گزرتے ہی بلڈ پریشر بڑھ جائے)۔ اس رب نے روح کی سیرابی کا سامان بھی بھر بھر عطا فرمایا۔ آج یہ سرچشمۂ علم ہمارے پاس ہے، ہم اس کے امین ہیں۔ 6 ارب امتحان دیتی آبادی کے 1.5 ارب استاد مسلمان! (بغل میں کتاب دبائے چھپائے، نظریں چرائے ٹرمپ کی امامت میں ایستادہ 50 مسلم ممالک کے لیڈران) قرآن سرچشمۂ علوم حیات ہے۔ رمضان ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ ہے۔ ماہ قرآن میں ہم دن رات قرآن پڑھیں گے، سنیں گے۔ اسباق کی دہرائی، پختگی ہوگی۔

امتحان دے کر انسان نے زندگی کے اگلے دور، مرحلے میں موت کے دروازے سے داخل ہو جانا ہے۔ تنہا، خالی ہاتھ! پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے۔ یہ زندگی کا وہ حصہ ہے جہاں جسم کا ڈبہ خالی ہو کر دفن ہو گیا۔ فرد کی زندگی ختم نہیں ہوئی۔ روح، تنہا اس مرحلے سے گزر رہی ہے۔ بھلی گزر رہی ہے یا بری؟ زندگی کے امتحانی دور کی کمائی (اعمال) پر موقوف ہے۔ قبر (جس شکل میں بھی ہو سمندر، درندے کا پیٹ یا زمین دوز قبر) یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے وہ (فرعون اور اس کے ساتھی) صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں۔ (المومن۔46) زندگی کا حقیقی آغاز قیامت کے بعد ہوگا۔ امتحانی دور، برزخ (قبر) کے بعد جان دوبارہ جسم سے جوڑ دی جائے گی۔ ہم پورے ہوش و حواس سے ایک نئی زندگی کا سامنا کریں گے جو ابدی ہوگی۔ ہماری آج کی کمائی / کارکردگی کی بنیاد پر ہوگی۔ اس حواس سے ماوراء زیر زمین علم کے وارث ہم ہیں۔ اقبال ڈبڈباتی آنکھوں سے اپنا قرآن سیراب کیا کرتے تھے! خشیت، محبت اور ہیبت کے آنسو بہانے والا! اور کہا تھا:

علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لیے
لذت شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے!

سو رمضان یہ مقاصد ہمراہ لاتا ہے۔ قرآن سے سیرابی اور اس کے نتیجے میں دنیا میں قائدانہ کردار ادا کرنے کے قابل ہو جانا۔ (مسلمان کو اللہ نے دنیا کی قیادت کے لیے پیدا کیا ہے غلام بن کر جینے کے لیے نہیں۔) **لعلکم تتقون** تاکہ تم پرہیزگار، متقی، اللہ سے (اس کی ہیبت و محبت کی بنا پر) ڈرنے والے بن جاؤ۔ تمہارے سیرت و کردار میں نور بھرنے کے لیے تعلق باللہ کافی ہو۔ تم یہ جان لو کہ سی سی کیمروں سے بہت آگے کی اس دنیا میں تمہارا رب البصیر، السمیع، اللطیف، الخبیر، العلیم ہے۔ دیکھ بھی رہا ہے سن بھی رہا ہے۔ باریک بیں، باخبر ہے۔ وہ کل کائنات کے ذرے ذرے، پتے پتے، پتھر کے پیٹ میں چھپے کیڑے تک کا علم رکھتا ہے۔ براہ راست۔! نیز یہ کہ دنیا کی طرح آخرت کی بھی کرنسی ہے۔ ڈالر، ریال نہیں اعمال!

رمضان اعمال کی لوٹ سیل کا مہینہ ہے۔ سنت ونوافل، رمضان کی ٹکسال میں فرض بن بن کر، ڈھل ڈھل کر جمع ہوں گے۔ فرض، ستر فرضوں کے برابر ٹھہرایا جائے گا۔ ہر عمل پر قیمت کی پرچی (Price Tag) لگی ہے۔ رمضان بھرپور کمائی کا مہینہ ہے جس کی تیاری نبی ﷺ رجب، شعبان سے شروع کر دیتے۔ قرآن اور نبی ﷺ کی تربیت سے انسانوں کا وہ منفرد ذی شان گروہ تیار ہوا کہ اونٹوں کے چرانے والوں نے کسریٰ کے تختر کو توڑا۔ وہاں سے 1924ء (سقوط خلافت عثمانیہ) تک مسلمانوں نے مسلسل تین براعظموں پر حکمرانی کی۔ لیکن آج ہم جسمانی اور اب ذہنی فکری غلامی کے اس دور سے گزر رہے ہیں کہ امریکہ (جسے نہتے افغان طالبان نے کھڑے ہونے کے قابل بھی نہ چھوڑا تھا) اپنی بدحال ڈوبتی معیشت کو سہارا دینے کے لیے یکا یک پینترا بدل کر اسلحہ بیچنے سعودی عرب آن وارد ہوتا ہے۔ ٹرمپ اپنے انتخابی دوروں میں سعودی عرب اور مسلمانوں سے بیزار، درپئے آزار یکا یک 380 ارب ڈالر کے معاہدات کرنے آ گیا۔ سعودی عرب کو خوش کرنے کے لیے ایران سے نورا کشتی کی فضا بنائی۔ مسلمان حکمرانوں کا یہ میلہ لوٹنے، امریکہ اپنا فاسفورس بھرا امریکی کمبل بیچنے یہاں آیا تھا۔ یہ بھی واضح ہے کہ اسلحے کے یہ انبار مسلمانوں ہی کی خانہ ویرانی کو استعمال ہوں گے۔ ایک گولی، ایک میزائل اسرائیل کے خلاف استعمال نہ ہوگی! ٹرمپ خوشی سے پاگل ہو کر کہہ رہا تھا: امریکیوں کے لیے نوکریاں ہی نوکریاں۔ سینکڑوں ارب ڈالر کی امریکہ میں اس سے سرمایہ کاری۔ ٹرمپ کے کٹر، باعمل (سبت کے احکام بجا لانے والے) یہودی بیٹی اور داماد یہودی ربیوں کی باضابطہ اجازت سے سعودی عرب آئے۔ حرمین شریفین کے متولیوں کے ہاں تو ٹرمپ کی بیوی، بیٹی نے سر نہ ڈھانپا۔ بعد ازاں ویٹی کن میں پوپ سے ملتے ہوئے دونوں نے احتراماً سر ڈھانپ رکھے تھے! امریکی سفیر نے ہمیں بتایا کہ ٹرمپ نے ریاض کانفرنس میں امن وسلامتی، خوشحالی اور اتفاق ویگانگت کا تصور پیش کیا۔ 110 ارب ڈالر اسلحے تلے دبی امن وسلامتی؟ سعودی عرب کی خوشحالی تو امریکہ نے یمن جنگ میں مملکت کو دھکیل کر ختم کر ڈالی۔ رہی سہی خوشحالی برنقب یہ اسلحوں بھرے معاہدات نے لگا دی۔ اتفاق ویگانگت کس سے؟ مرکز اسلام کی مرکز کفر سے؟ چراغ مصطفوی ﷺ کی شرار بولہبی سے؟

ٹرمپ کی امامت میں مسلم امہ کی اس کانفرنس کے اضحوکے سے فراغت پاتے ہی ہمارے والے تو بغلیں جھانکتے منہ لپیٹے واپس آ گئے۔ وزیراعظم کو چند منٹ ملاقات کی بھیک بھی نہ ملی۔ (دانشوروں نے دکھ بھرا اظہار محرومی کیا پاکستان کا!) اگرچہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے تھے ان کی جبین نیاز میں، ہم نے یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ مقدس سرزمین پر شعبان میں وہ ٹرمپ مسلم امہ کو بھاشن دینے وارد ہوا، جسے خود امریکہ بھی قبول کرنے پر رضامند نہیں۔ یہاں سے نکل کر سیدھا اسرائیل کو رپورٹ دینے، تھپکی لینے جا پہنچا! مسلم امہ کے سیانے اسے بڑی کامیابی گردان رہے ہیں، حالانکہ ٹرمپ کھانے کے دانت چھپا کر دکھانے کے دانتوں والی نقلی، بتیسی لیے وارد ہوا۔ اپنی گرتی پڑتی دفاعی صنعت کو ہمارے مال سے مضبوط کر کے چلتا بنا۔ گریٹر اسرائیل کے منصوبوں میں رنگ بھرنے! مومن کی فراست سے ڈرو۔ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے! وہ آنکھ تو ناپید ہوگئی۔ اب ہم منافق کی آنکھ سے دیکھتے ہیں جو دجال کے زیر اثر کانی ہے۔ ٹرمپ کو سیسی کے جوتے بہت پسند آئے۔ تعریف کی! شاید اس لیے کہ یہ وہی جوتے ہیں جن کے تلے مصر میں دینی قوتیں (اخوان) روندی گئیں۔ ٹرمپ نے توجہ فرمائی ہوتی تو تمام مسلمان حکمرانوں ہی کے جوتے لائق ستائش امریکہ تھے۔

☆☆☆ ☆☆☆

بقیہ: رپورٹ

عہد لیا تھا۔ جو ہماری فطرت کے اندر پنہاں ہے۔ اس وقت دینی لٹریچر کو پڑھنا بہت اہم ہے۔ جو لوگ اپنے رب کو نہیں مانتے ایک دانشور نے ان کو "آفاقی یتیم" کہا ہے۔ یعنی انہیں کچھ نہیں معلوم کہ ہم کہاں سے آئے ہیں، کہاں جانا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں بے انتہا ترقی ہو رہی ہے لیکن ڈائریکشن مفقود ہے۔ اس وقت دنیا میں ترقی یافتہ ممالک میں خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ دنیا میں Disbelieve اور skepticism کے اندھیرے چھائے ہوئے ہیں، لیکن الحمدللہ ہمیں روشنی میسر ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی کے امین ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس روشنی کا پرچار کرنا چاہیے۔ ابھی حال ہی میں ہمارے ملک میں چائنیز بہت آ رہے ہیں۔ چائنیز کا کوئی دین و مذہب نہیں ہے وہ خدا کو گاڈ سمجھتے ہیں لیکن وہ بھی انسان ہیں اور اُمت دعوت کا حصہ ہیں۔ لہٰذا ہمارا دینی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم ان تک دین کی دعوت پہنچائیں اور انہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ الحمدللہ آپ نے دینی کورس مکمل کیا لہٰذا اب آپ کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ آگے رمضان بھی آ رہا ہے اس میں دورۂ ترجمہ قرآن کے لیے آپ اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ رمضان کا پورا مہینہ برکتوں والا ہوتا ہے۔ آپ نے جو پڑھا ہے اس رمضان میں اس کو تازہ رکھنے کے لیے آپ کے پاس ایک نادر موقع ہے۔ دین کا فہم ہونا بہت ضروری ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو اپنا دینی فہم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر انجمن کے خطاب کے بعد عاصم حفیظ نے کلاس کی شان میں کچھ قطعات پڑھ کر سنائے۔ آخر میں رحمت اللہ بٹر صاحب نے دعا کرائی اور پھر اس تقریب کا اختتام ہوا۔

غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ جون 2017ء
رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ امریکہ عرب اسلامی سربراہی کانفرنس	ایوب بیگ مرزا
☆ قرآن حکیم سے ہمارے حجاب کے اسباب	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ اصلاحِ معاشرہ کا انقلابی تصور (۳)	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ ماہِ رمضان اور قرآن	چودھری رحمت اللہ بٹر
☆ رمضان کا آخری عشرہ کیسے گزاریں؟	جمیل الرحمٰن عباسی
☆ اہلِ ایمان کے لیے خلود فی النار؟	پروفیسر عبداللہ شاہین
☆ اچھے اعمال اور غرہ	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا احسانی وعرفانی مقام	محمد ظفر اقبال
☆ نظرِ بد اور اس کا علاج	فرید بن مسعود
☆ دورِ حاضر میں نظامِ خلافت کے امکانات	شجاع الدین شیخ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا "بیان القرآن" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

دو ماہ کی اشاعت پر مشتمل خصوصی شمارہ ☆ صفحات: 164 ☆ قیمت: 60 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

روزے کی حقیقی رُوح اور مقصد

پروفیسر عبدالعظیم جانباز، سیالکوٹ
Azeemjanbaz77@gmail.com

روزہ دراصل قدیم فارسی کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں بھوکا رہنا، خوراک میسر نہ ہونا، فاقہ کرنا۔ انگریزی زبان میں اسے Fasting کہا جاتا ہے، یعنی فاقہ۔ ہندی اور سنسکرت وغیرہ میں اسے ''برت'' کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی اس کا مفہوم وہی فاقہ ہے، گویا دنیا کی بیشتر زبانوں میں روزہ کا مطلب ہوتا ہے بھوکا رہنا، اس کے سوا یا اس سے زیادہ کچھ نہیں، لیکن قرآنِ کریم جس زبان میں نازل ہوا ہے، اس میں روزے کے مقابل جو لفظ آیا ہے وہ ہے ''صوم'' جس کا مادہ ص۔و۔م ہے اور جس کا مفہوم ہوتا ہے تزکیہ کرنا، اپنے نفس کو پابند کرنا، کسی بلند اور بہتر مقصد کے لیے اپنے آپ کو روک لینا یا رک جانا۔ رواں پانی کو بند لگا کر اس لیے روک دینا کہ آگے کے ندی نالے اور کھیتوں کو جانے والی وہ چھوٹی چھوٹی نالیاں جو مٹی کی زیادتی سے بھر گئی ہوں، ان سے فالتو مٹی نکال کر اسے کاشت اور انسانی ضرورت کے قابل بنایا جا سکے۔

صوم کے قرآنی مفہوم اور روزے کے روایتی معنوں میں کس قدر بنیادی فرق ہے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 187 میں صبح سے رات تک کھانے پینے کی جو ممانعت ہے تو یہ روزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن قرآن کیا صرف کھانے پینے پر ہی پابندی لگاتا ہے، بلکہ خواہشات نفسانی، جذبات کی طغیانی اور دل ونگاہ کی ارزانی تک، کی ناک میں نکیل ڈال دیتا ہے۔ وہ تمام انسانی خواہشات کو لگام پہنا دیتا ہے، وہ ایک لفظ ''صوم'' سے انسانی شخصیت کی تکمیل اور اس کی صلاحیتوں کا تزکیہ وتطہیر کر دیتا ہے۔ وہ ضرورت وخواہش کے دھارے کو کچھ دیر کے لیے روکتا ہے تو اس لیے کہ اس کی تکمیل کی راہ سہل اور ہموار کر سکے۔ جن آلائشوں کی مٹی سے زندگی کے راستے اور ندی نالے اَٹ گئے ہیں، انہیں صاف کر دے، تاکہ جب انسانی جذبوں اور خواہشوں کا دھارا رواں ہو تو انسانیت کی کھیتی نکھرتی اور سنورتی چلی جائے اور احسن وافضل طریقے پر نشوونما پاتی چلی جائے، تاکہ انسان صحت مند، پُرمسرت، پُرسکون اور جنت نظیر زندگی گزار سکے۔

کیا صرف فاقہ کرنے یا مروّجہ روزہ رکھنے سے یہ مقام اور مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں؟ یا یہ کہ مروّجہ روزہ میں یہ تمام اعلیٰ مقاصد شامل ہیں؟ قرآنِ کریم نے روزہ رکھنے والے کے لیے ایک لفظ ''صائم'' استعمال کیا ہے، جس کے درج ذیل معنی بیان کیے گئے ہیں۔

اپنے آپ کو غلط راستوں سے روکنے والا، اپنے آپ پر کنٹرول (ضبطِ نفس) رکھنے والا، اللہ کی راہ میں مقرر کردہ حدود کے اندر رہنے والا۔

صائم (روزہ دار) کے ساتھ ساتھ صوم کا قرآنی مفہوم ومقصد بھی سامنے لائے، تاکہ دونوں کا فرق واضح ونمایاں ہو سکے۔ صوم کا مقصد قرآنِ کریم نے یہ بتایا ہے کہ ''لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' تاکہ قوانین الٰہی کی نگہداشت ومحافظت کے قابل ہو جاؤ، تاکہ اللہ کے نظام وقوانین کو تم انسانوں کے خودساختہ نظام وقوانین پر غالب کر سکو، تاکہ اس مقصد کے لیے تمہاری ریاضتیں اور کوششیں بھرپور نتائج پیدا کر سکیں۔

ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم بلا مقصد نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ناقابل برداشت بوجھ نہیں ڈالتا۔ اللہ تعالیٰ نفع ونقصان اور سود وزیاں سے ماورئ اور نہایت بلند ہے۔ انسان کی بھلائی ہی کے لیے احکامات دیئے جاتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی مذہب کا ماننے والا، بلکہ کسی بھی مذہب کو نہ ماننے والا بھی جب کم کھائے گا تو اس کا نظام ہضم بہترین نتائج پیدا کرے گا اور اچھی صحت آشکارا ہوگی۔ دین اسلام ایک مکمل دستورِ حیات اور ضابطۂ حیات ہے، جس میں ہر مؤمن کی حیثیت سپاہی اور فوجی کی ہوتی ہے۔ صائم چونکہ اپنے جذبات وخواہشات پر کنٹرول کر کے ضبطِ نفس، تزکیہ، صلاحیت اور اللہ کے مقرر کردہ حدود کے اندر رہنے والا ہوتا ہے، لہٰذا صوم اس لیے فرض ہوا کہ مؤمن میں ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کی جائے، اگر انہیں سارا دن بھوکا اور پیاسا بھی رہنا پڑے تو ان کی قوت کارکردگی میں کوئی فرق نہ آئے اور بھوک وپیاس کا ان پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہو۔

چنانچہ صوم دراصل مؤمن میں ضبطِ نفس اور قوتِ برداشت پیدا کرنے اور ان کی صلاحیتوں کو مزید مستحکم بنانے کی ایک سالانہ تربیت ومشق ہے، جس طرح ایک سپاہی پر ملک کی سرحدوں کی حفاظت ونگرانی اور قوم کی جان ومال کی بقا وتحفظ کی اہم ذمہ داری ہوتی ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے اسے باقاعدہ ٹرینڈ کیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح کا فریضہ مؤمن پر اللہ کے قوانین واحکامات کی حفاظت ونگہداشت ہوتا ہے، وہ نہ صرف اپنے جملہ اعمال کا نگران ومحتسب ہوتا ہے، بلکہ پورے معاشرہ پر نگاہ رکھنے والا بھی ہوتا ہے اور اس کرۂ ارض پر اللہ کے مشن کی تکمیل کے لیے سراپا جدوجہد بن کر تمام بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے اور انہیں غیر اللہ کی بندگیوں سے نکال کر صرف اللہ کے نظام وقوانین (قرآن) کا پابند بنانے، روئے زمین کو اللہ کے قوانین کی حکمرانی (قرآن) کے نور سے جگمگانے، نیز انسانیت کے نشوونما کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دینے والا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مؤمن اپنا مال ومتاع، اپنی اولاد، یہاں تک کہ اپنے جذبات وخواہشات اور وقت پڑنے پر اپنی جان تک کی بازی لگا دیتا ہے۔

قرآنِ مجید کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ جہاں کسی بات کا حکم دیتا ہے، اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیتا ہے کہ اس حکم کی غرض وغایت کیا ہے، اس سے مقصود کیا ہے، اس پر عمل کرنے سے کیا نتائج مرتب ہوں گے۔

قرآنِ مجید میں صوم (روزہ) کے متعلق ہے کہ ''اے جماعت مؤمنین! جس طرح ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں روزہ فرض کیا گیا تھا، اسی طرح تم پر بھی فرض کر دیا گیا''۔ اس کے بعد فرمایا کہ ''یہ روزے اس لیے فرض کیے گئے ہیں تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو'' یہ ہے روزے کا مقصد۔

تقویٰ کا لفظ قرآنِ مجید کی ایک جامع اصطلاح ہے، جس کا مفہوم بڑا وسیع ہے، لیکن اگر اسے دورِ حاضر کی زبان میں سمجھنا چاہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ ''تمہارے لیے روزے اس لیے ضروری قرار دیئے گئے ہیں، تاکہ تم باکردار اور احسن اخلاق کی حامل شخصیت بن جاؤ''۔

روزہ انسان میں اس قسم کا کیریکٹر پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، روزہ رکھنے والا اپنے اوپر پابندی عائد کرتا ہے کہ وہ دن بھر کھانے پینے کی ان تمام چیزوں سے پرہیز کرے گا، جو عام حالات میں اس کے لیے حلال اور طیب ہیں۔ دن بھر اس کے جسم کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے اور پانی پیئے، لیکن وہ جسم کے اس تقاضے پر ایمان کے تقاضے کو ترجیح دیتا ہے اور ان چیزوں کے قریب بھی نہیں جاتا، اس طرح روزہ انسان کو اس کا خوگر بنا دیتا ہے کہ وہ جسم کے حیوانی تقاضوں پر ایمان اور روح کے تقاضوں کو ترجیح دے۔

روزہ اور تزکیہ نفس

حافظ محمد مشتاق ربانی

روزہ انسانی شخصیت پر بے حد عمدہ اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ روح کو تروتازہ رکھتا ہے۔ اس سے ایمان کی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ روزہ برائیوں سے روکتا ہے۔ جیسے نماز فحش اور منکر سے روکتی ہے، روزے کا بھی یہی کردار ہے۔ وہ روزہ جو جھوٹ اور دیگر سیئات سے نہیں روکتا، اسلام اس کو بھوک اور پیاس کی مشقت قرار دیتا ہے۔ حدیث نبوی ہے: ((اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ)) ''روزہ ڈھال ہے۔'' یعنی معصیت اور برائیوں سے بچاتا ہے۔ جب انسان برائیوں سے بچتا ہے تو جہنم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ اس مہینہ میں مسلمان معاشرے میں نیکی کا غلبہ ہوتا ہے۔ عموماً لوگ شراب نوشی اور دیگر محرمات سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہ رحمت مغفرت اور نجات کا مہینہ ہے۔

جس طرح بدن کے لیے خوراک کی ضرورت ہے اسی طرح باطنی طہارت کے لیے روزے کی افادیت مسلم ہے۔ روزے کا مقصد ہی روحانیت کو پروان چڑھانا ہے۔ تصوف کا موضوع ہی تزکیہ نفس ہے اور ارکان اربعہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے تاکہ ہم روحانی طور پر مضبوط ہو جائیں۔ اہل تصوف نے روحانی بالیدگی کے لیے کئی طریقے ایجاد کیے ہوئے ہیں جو بعض کے ہاں مفید اور بعض کے نزدیک غیر موزوں ہیں۔ ہم ان امور میں کیوں پڑیں جو اختلاف اور نزاع کا باعث بنتے ہیں۔ جب ہمارے پاس روح کی نشوونما کے لیے روزے اور دیگر امور کی شکل میں طریقے موجود ہیں تو پھر ہمیں ان کو اختیار کرنا چاہیے۔ خودساختہ طریقوں سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

روزہ ہم میں صبر کا وصف پیدا کرتا ہے۔ روزے میں بھوک، پیاس بھی برداشت کرتے ہیں اور شہوات سے بھی بچتے ہیں، جس سے ہم میں صبر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ حدیث نبوی ہے: ((وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ)) (ترمذی) ''روزہ نصف صبر ہے''۔ روزے کے کئی پہلو ہیں۔ ان میں سے ایک اہم پہلو صبر ہے۔ واضح رہے روزے سے استعفاف یعنی پاک دامنی آتی ہے۔ شریعت میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ جو نوجوان نکاح کے وسائل نہیں رکھتے انہیں روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس سے ان میں ضبط نفس آئے گا۔ روزہ نفس کے خلاف ایک جہاد ہے۔ گویا یہ نفس کو مہذب بناتا ہے اور سالکین کا راستہ ہے۔ خود قرآن میں روزے کی غرض وغایت تقویٰ بیان ہوئی ہے روزہ اس پہلو سے بھی تزکیہ کا ذریعہ ہے کہ یہ شح اور بخل سے بچاتا ہے۔ رسول مآب ﷺ سب سے زیادہ رمضان میں صدقہ وخیرات کرتے۔ کیونکہ رمضان میں کسی بھی نیکی کا اجر عام دنوں کی نسبت زیادہ ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں اور اجروثواب کی امید میں مسلمان اس مہینہ میں اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اس مہینہ میں نیک اعمال میں ایک سبقت اور تنافس کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

رمضان شہر القرآن ہے۔ اس مہینہ میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ اور قرآن بذات خود تزکیہ کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ لہٰذا تزکیہ نفس کے لیے تلاوت قرآن کی مرکزی اور کلیدی حیثیت ہے۔ بعض مساجد اور دیگر مقامات پر لوگ رمضان میں پوری رات قیام کرتے ہیں۔ قرآن مجید کا فہم حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایک اچھی روایت ہے۔ جس پر بے جا تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ جو لوگ ان محافل میں شریک ہوتے ہیں وہ اپنی مرضی سے آتے ہیں۔ انہیں کسی نے مجبور نہیں کیا ہوتا۔ لہٰذا اگر بعض حضرات اس طور سے قرآن کے ساتھ رمضان گزارتے ہیں تو ان کی تائید کرنی چاہیے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہونا چاہیے۔

روزے کے بھرپور ثمرات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم روزہ کی حالت میں ٹی وی دیکھنے سے اجتناب کریں اور دیکھنا ہی ہو تو صرف تلاوت قرآن سنیں یا دیگر پروگرام دیکھیں جو اسلام کی تفہیم سے متعلق ہوں۔ زیادہ موزوں یہی بات ہے کہ کلیتاً اجتناب کیا جائے کیونکہ دینی پروگراموں کے درمیان میں بھی کمرشل آجاتے ہیں جو قلب وذہن پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ روزہ دراصل قلب وذہن کی بیداری کے لیے ہے۔ تاکہ مسلمان کا ذہن پاکیزہ خیالات کی آماجگاہ بنے۔ اس میں مثبت سوچ پیدا ہو۔ عالم اسلام کے مسائل کے بارے متفکر ہو۔ اس میں یہ سوچ پیدا ہو کہ اسلام اور مسلمان کس طور سے دنیا میں غالب آسکتے ہیں۔

روزہ اگرچہ خود ذکر الٰہی کی ایک صورت ہے۔ لیکن اگر روزے کی حالت میں اپنی زبان پر اذکار مسنونہ اور قرآنی دعاؤں کو جاری رکھیں تو یہ ایک اعلیٰ عمل ہوگا۔ رمضان کے روزے ایاما معدودات ہیں جو تیزی سے گزر جاتے ہیں لہٰذا ہمیں رمضان کے لمحات کو قیمتی جان کر ان سے بہتر طور پر استفادہ کرنا چاہیے۔ رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ قابل قدر ہے۔ اس میں کیا ہوا کوئی بھی نیک عمل زیادہ اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ رمضان کا دن ہو یا رات اس کا کوئی لمحہ سعادت سے خالی نہیں ہے۔ لیکن اس میں سب سے زیادہ سیرت سازی کی ضرورت ہے۔ روزے اور قیام اللیل کا مقصد اصولی طور پر ضبط نفس اور کردار سازی ہے۔ جب ہم اپنے آپ کو کردار کے حوالے سے سنوارنے کی کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے اجروثواب کا حقدار ٹھہرائے گا۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ بٹ خیلہ تنظیم کے ملتزم رفیق محترم فضل خدا ایڈووکیٹ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں

☆ پاکپتن کے اسرہ عارفوالا کے رفیق محمد شریف کا بیٹا روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گیا

(رابطہ: 0307-6374185)

☆ پاکپتن کے اسرہ عارفوالا کے رفیق پروفیسر غلام رسول اظہر کا بیٹا وفات پا گیا

(رابطہ: 0306-6449902)

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

زعمِ تقویٰ

ذیل میں کالم نگار ہارون الرشید کے ایک کالم ''زعم تقویٰ'' میں سے ایک پیراگراف کا تذکرہ کر رہے ہیں جس میں انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے متعلق بے معنی بات کی ہوئی ہے۔ کالم کا پیراگراف اور ابوالحسن کی طرف سے اس کا جواب قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

''ڈاکٹر اسرار کی اللہ مغفرت کرے۔ عمر بھر قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔ اس راز سے وہ آشنا تھے کہ علماء براہ راست اگر سیاست میں حصہ لیں۔ در در ووٹ مانگیں تو ان کی بات نہ سنی جائے گی؛ چنانچہ ان کی پذیرائی ہوئی۔ بایں ہمہ عربی زبان کی معمولی شد بد ہی رکھتے تھے۔ اخبار میں ایک مضمون لکھا: الدین نصیحہ دین نصیحت کا نام ہے؛ چنانچہ ہم خلقِ خدا کو نصیحت کرتے ہیں۔ عرض کیا: ڈاکٹر صاحب نصیحت عربی میں خیر خواہی کو کہتے ہیں اور یہی وہ نکتہ ہے جسے علماء کی ایک بڑی تعداد نظر انداز کرتی ہے۔ شرعی قوانین کے نفاذ سے معاشرہ اسلام کے سانچے میں نہیں ڈھل سکتا۔ خلقِ خدا کو تعلیم دینا ہوتی ہے؛ تا آنکہ دل و جان سے وہ قائل ہو جائیں۔ محض عبادت ہی نہیں خیر خواہی اور نرمی کو شعار کر لیں۔ عمل کا نمونہ بن کر دوسروں کے رہنما ہوں۔''

☆☆☆☆

زعمِ دانشوری بمقابلہ زعمِ تقویٰ

ابوالحسن

درویش سے پوچھا جائے کہ متوسط درجہ کا کالم نویس بھی اپنے آپ کو افلاطون سے کم محسوس نہیں کرتا... آخر کیوں؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ ''کھوکھلا چنا باجے گھنا''۔ ہمارے دانشور کالم نویس محترم ہارون رشید کا فرمان درست ... بلاشبہ ''مذہبی'' لوگوں کے ہاتھ لگا قوت اور اقتدار خلقِ خدا پر بہت بھاری گزرتا ہے۔ جارج بش ہو یا اوباما' ڈونلڈ ٹرمپ ہو یا نیتن یاہو' ہمارے دانشور کالم نویس کا یہ الزام ان ''مذہبی قائدین'' کے ضمن میں صد فی صد درست نظر آتا ہے۔ البتہ اس ''بیانئے'' کے ضمن میں مثالوں کے انتخاب میں ہمارے دانشور صاحب مار کھا گئے۔ اس لیے کہ سوات میں صوفی محمد صاحب کی تحریک کے ساتھ کیے گئے معاہداتِ امن کو توڑنے کے اسباب و علل اُس وقت کے حاضر سروس جرنیل جنرل شاہد عزیز کی تشخیص کے مطابق اس سے بہت مختلف تھے جو ہمارے دانشور کالم نویس نے بیان کیے ہیں۔ نہیں معلوم کہ ہمارے دانشور صاحب کو جنرل شاہد عزیز کی وہ کتاب پڑھنے اور دیکھنے کا اتفاق ہوا بھی ہے یا نہیں جس کی آج تک تردید کی جرات کسی واقفِ حال کو نہیں ہو سکی۔

کچھ ایسا ہی التباس ہمارے اِن دانشور کالم نویس کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دینی علم کی صحت و اصابت کے ضمن میں ہوا ہے۔ موصوف کے مطابق ''ڈاکٹر صاحبؒ عربی کی معمولی شد بد رکھتے تھے۔ اخبار میں ایک مضمون لکھا: الدین نصیحہ' دین نصیحت کا نام ہے؟ چنانچہ ہم خلق خدا کو نصیحت کرتے ہیں۔ عرض کیا: ڈاکٹر صاحب' نصیحت عربی میں خیر خواہی کو کہتے ہیں اور یہی وہ نکتہ ہے علماء کی بڑی تعداد جسے نظر انداز کرتی ہے۔'' اس بیان میں بھی ہمارے دانشور صاحب روایتی چوٹ کھانے اور لگانے سے نہیں چوکے۔ اس لیے کہ اولاً تو ڈاکٹر صاحب کی 'عربی شد بد' پر تبصرے کے لیے مثال ایسی بودی دی جس سے دانشور صاحب کی اپنی علمیت عریاں ہو گئی اور مزید یہ بھی کہ ایک تیر سے دو شکار (اور وہ بھی دانشورانہ احرام میں) کی بھونڈی کوشش بھی نمایاں ہو گئی۔

عربی لغت کی رو سے نصح کے معنی خالص ہونا ہے۔ اس مادّے سے اسم 'النصیحۃ' (جسے اردو میں نصیحہ یا نصیحت لکھا جاتا ہے) کا بنیادی معنی نصیحت' مشورہ' ہمدردانہ بات' خیر خواہانہ مشورہ جس میں نیکی کی دعوت اور فساد سے اجتناب کی ترغیب' ہمدردی' بھی خواہی اور اخلاص ہے (بحوالہ القاموس الوحید' ادارہ اسلامیات' صفحہ 1655)۔

گویا دانشور صاحب کے بقول ڈاکٹر صاحب نے جو جواب دیا وہ عربیت کی رُو سے غلط نہ تھا۔

اب اسے کیا کہیں کہ ہمارے دانشور صاحب نے ڈاکٹر صاحبؒ کے علمی مقام و مرتبے کو ناپنے تولنے کی جو سعی نامسعود فرمائی تو اس کے تیر بے ہدف کی لپیٹ میں موصوف کی اپنی شخصیت آ گئی اور ہم جیسے کم علموں کو اس صورتحال سے 'مستفید' بلکہ 'مستفیض' ہونے کا موقع مل گیا۔

ویسے یہ الگ بات ہے کہ ڈاکٹر صاحبؒ کی تحریر و تقریر میں جہاں کہیں حدیث مبارکہ ''الدین النصیحہ...'' کا حوالہ آیا ہے تو ڈاکٹر صاحبؒ نے ہمیشہ اس کا ترجمہ ''دین نام ہے نصح و خیر خواہی کا'' سے ہی کیا ہے۔ جس اخباری مضمون کا حوالہ دانشور صاحب نے دیا ہے اس میں بھی اغلباً ایسا ہی ہو گا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا کامل جوابی فرمان کہ ''للّٰہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم'' کا مفہوم بغیر ''خیر خواہی'' کے نامکمل ہی رہتا ہے۔

ہمیں دانشور صاحب کے ان دعائیہ کلمات کہ ''ڈاکٹر اسرار کی اللہ مغفرت کرے' عمر بھر قرآن کریم کا درس دیتے رہے...'' پر آمین بھی کہنا ہے اور یہ بھی کہ ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء! البتہ دانشور صاحب سے دست بستہ گزارش ہے کہ رجالِ دین پر تبصروں کے ضمن میں اپنے خوبصورت انداز بیان کو تحقیق و تفتیش کی چھلنی سے بھی گزارا کیجیے ورنہ ہم جیسے کم علموں پر بے گناہ آپ کی دانشوری کا بھرم کُھل بلکہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ زعم ہونے لگتا ہے کہ اگر آپ جیسے دانشوروں کا یہ حال ہے تو ہمیں بھی علم و دانش پر اپنا حق سمجھنا چاہیے...' آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی!' ☆☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم ہارون آباد شرقی کے ملتزم رفیق آصف لطیف کے والد عارضہ قلب میں مبتلا ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مریض کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

رجوع الی القرآن کورس پارٹ ون اور پارٹ ٹو کی اختتامی تقریب

مرتضیٰ احمد اعوان

تقریب 27 اپریل 2017ء بروز جمعرات کو قرآن اکیڈمی میں منعقد کی گئی۔ تقریب کے میزبان قرآن اکیڈمی کے استاد محمد رشید ارشد تھے۔

سب سے پہلے استاد محترم رشید ارشد نے دونوں کورسز میں پڑھائے جانے والے مضامین کا تعارف پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ پارٹ ون میں عربی گرائمر اور تجوید حافظ مطیع الرحمان، ترجمہ قرآن حافظ مومن محمود اور منتخب نصاب حافظ محسن محمود نے پڑھایا، جبکہ حدیث، مطالعہ حدیث اور کچھ مختصر اصطلاحات حدیث کی تدریس میرے ذمہ تھی۔ فقہ العبادات کا ایک مختصر کورس مولانا سعد حسن نے پڑھایا۔ اسلامک اکنامکس اور فنانشل ٹرانزکشن کے حوالے سے محترم حافظ عاطف وحید نے لیکچرز دیے۔ اس کے علاوہ کچھ شخصیات نے مختلف موضوعات پر لیکچرز دیے۔ جن میں ڈاکٹر ابصار احمد، مختار حسین فاروقی، چودھری رحمت اللہ بٹر اور حافظ عاکف سعید شامل ہیں۔ پارٹ ٹو میں عربی گرائمر اور ترجمہ قرآن تفصیل کے ساتھ پڑھائے گئے۔ اصول الفقہ اور مختصر فقہ کا کچھ حصہ شہرام اقبال نے پڑھایا۔ جبکہ اصول التفسیر کا موڈیول حامد سجاد سیال نے پڑھایا۔ حدیث، علوم حدیث، اصول حدیث اور عقیدۂ طحاویہ کی تدریس میرے ذمہ تھی۔

اس کے بعد فارغ ہونے والے طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔

محمد عثمان شفقت نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اسلام اور قرآن کو سیکھنے کا شوق تھا۔ اس سے پہلے میں دوسری دینی جماعتوں کے ساتھ بھی رہا، پچھلے سال میں نے تنظیم اسلامی جوائن کی اور پھر اس کورس میں داخلہ لیا۔ اساتذہ نے بہت محنت کے ساتھ ہمیں پڑھایا۔ انہوں نے ہمیں مسلک سے ہٹ کر رواداری کا درس دیا۔ اس کورس کا اصل مقصد اپنی ذاتی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنا ہے اور الحمدللہ جب میں عبادت کرتا ہوں تو یہ تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ اس کورس کے مضامین میں منتخب نصاب نے مجھے بہت متاثر کیا جس کے مطالعے سے مجھے پتا چلا کہ اللہ ہم مسلمانوں سے کیا چاہتا ہے؟

شوکت حسین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے کوئی اچھا کام ہوا ہوگا یا ہمارے والدین کی دعا کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے ہمیں اس عظیم کورس کی تکمیل کا موقع عطا فرمایا۔ میں اپنے رفقاء سے گزارش کروں گا کہ جو ہمیں مقام ملا ہے اس کی عظمت کو ہمیشہ سامنے رکھیں، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو لوگ قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے مل بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اپنی سکینت اور رحمت نازل کرتا ہے۔

فیصل اظہر نے کہا کہ دینی تعلیم کی تشنگی کے لیے پہلے میں نے دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کی، اس کی برکات سے اکیڈمی میں دو سالہ کورس میں شمولیت کا موقع ملا۔ اس کورس اور تمام اساتذہ کی محنت سے علم و دانش کے تمام دروازے کھلتے چلے گئے اور تزکیہ نفس کے بہت سے اسلوب کو سیکھنے کا موقع ملا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نے جو سیکھا ہے اس کو پھیلائیں تاکہ دین کا جو دیا ہمارے دلوں میں روشن ہوا ہے وہ آب و تاب سے چمک کر آخرت میں ہمارے اندھیروں کو روشن کر سکے۔

رضاء الرحمان میر نے کہا کہ انجمن بناتے وقت جن مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا تھا بلاشبہ یہ کورسز ان کے لیے ٹھوس بنیادیں فراہم کر رہے ہیں۔ لیکن ایسے نوجوان تیار کرنے کی اشد ضرورت ہے جو علوم دینیہ اور سوشل سائنسز میں بیک وقت مہارت حاصل کریں اور اسلام پر مغرب کی جانب سے جو فکری یلغار جاری ہے اس کا مدلل جواب دیا جا سکے، تاکہ ہم اپنی نئی نسل کو اس کے سیلاب کی رو میں بہہ جانے سے روک سکیں۔

اس کے بعد پارٹ ون کے طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔

تقسیم اسناد کے بعد امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں فارغ ہونے والے طلبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آپ حضرات کی مستقل مزاجی کو داد دیتا ہوں کیونکہ اس کام کو روکنے کے لیے شیطان اور شیطانی نظام ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ہم نے اپنے تقریباً 20 سال دنیوی علوم کے حصول میں صرف کیے ہیں، اب ایک سال دین کے بنیادی موضوعات اور بالخصوص قرآنی علوم کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ہے۔ لیکن یہ ایک سال علم دین کے حصول کی ابتدائی کوشش ہے تکمیل نہیں ہے۔ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ رجوع الی القرآن کورس سے فارغ ہونے والے طلبہ سے فرماتے تھے کہ یہ آپ کا علم دین کے میدان میں ابتدائی داخلہ ہے۔ پارٹ ٹو کرنے والوں کو اندازہ ہوا ہوگا کہ علم دین کتنا بڑا سمندر ہے اور اس میں کتنی وسعت ہے۔ اس کورس سے آپ کو دین کی شدبد حاصل ہوگئی، قرآن کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہوگیا۔ اسی طرح عربی زبان میں بے شک عبور حاصل نہیں ہوا لیکن آپ کو عربی کے ساتھ ایسی مناسبت حاصل ہوگئی کہ اب مزید محنت کرنے سے آپ عربی کے اندر کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک سالہ کورس سے فارغ ہونے والے طلبہ سے میں گزارش کروں گا کہ وہ پارٹ ٹو کے لیے بھی وقت نکالیں۔ جو مضامین آپ کو پڑھائے گئے ان میں فوکس قرآن حکیم ہے۔ اس کورس کا مضمون منتخب نصاب بہت قیمتی ہے جس کے ذریعے قرآن کا اصل پیغام اور دین کا جامع تصور آپ کے سامنے آیا ہے۔ قرآن حکیم اللہ کا آخری پیغام ہے وہ اگر ہم پر واضح نہیں ہوا تو پھر ہم نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ والد محترم فارغ ہونے والے طلبہ کو مشورہ دیتے تھے کہ ابھی آپ کو عربی کی ابتدائی شدبد ہے لہٰذا اب آپ خود عربی پڑھانا شروع کریں تب آپ کو صحیح عربی کی سمجھ آئے گی، ورنہ تھوڑے دنوں کے اندر یہ سب چیزیں یاد ماضی کا حصہ بن جائیں گی۔ اسی طریقے سے منتخب نصاب کو بھی عام کریں تاکہ آپ نے جو پڑھا ہے اس میں پختگی آئے۔ یہ دو کام آپ کریں گے تو اس کے اندر مزید اضافہ بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ

امیر تنظیم کے خطاب کے بعد ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے پارٹ ٹو کے طلبہ میں اسناد تقسیم کیں۔

تقریب کا آخری خطاب صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر ابصار احمد کا تھا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں، توحید کے قائل ہیں۔ جبکہ اسی پاکستان میں کچھ دوسرے قسم کے لوگ بھی بہت سرگرم ہیں جن کا میں تذکرہ کروں گا۔ جنوبی سندھ کراچی میں ایک خاتون ہیں زبیدہ مصطفیٰ۔ جن کا تعلق ایجوکیشن کے شعبہ سے ہے۔ لیکن وہ ہمارے ہاں لبرل، پروگریسو طبقات کی نمائندہ خاتون ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے اپنے کالم میں لکھا کہ کراچی کی پانچ مختلف این جی اوز نے مل کر ایک یونائیٹڈ فرنٹ بنایا ہے اور ایک خاص سلوگن ”بدل دو“ پروموٹ کیا ہے۔ یعنی پورے نظام تعلیم کو بدل دو، بالخصوص وہ نظام تعلیم جس میں قرآن و سنت کا کوئی ریفرنس ہو۔ ان کا خیال ہے کہ جس تعلیم میں مذہب در آتا ہے وہ ہمیں رجعت پسند بناتا ہے، لہٰذا اس سے ہمیں نکلنا ہے۔ اس دوسری قسم کے لوگوں میں ایک طرف پڑھے لکھے لوگ ہیں جو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں چھائے ہوئے ہیں جبکہ دوسری طرف عوام الناس کا رجحان درباروں اور عاملوں کی طرف زیادہ ہو رہا ہے، جو ایک عامیانہ اور فوک قسم کے مذہب کو پروموٹ کر رہے ہیں اور یہ سو فیصد جہالت ہے۔ ان حالات میں آپ لوگوں نے یہ کورس مکمل کیا۔ آپ لوگ یقیناً خوش قسمت ہیں۔ آپ نے اسلام کی بنیادی کتابوں یعنی قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا۔ یہ تعلیم و تعلم بہت اہم شے ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ معلم اعظم اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے ابتدائے آفرینش سے پہلے ہماری ارواح سے توحید کا (باقی صفحہ 13 پر)

From a Former Agnostic...

Authored by: Adil Farooq, UMT

Throughout history, genius people have walked on this planet
Nature blessed them with gifts otherwise impossible to exhibit
Scientists presented theories that changed our outlook upside-down
Philosophers generated ideas which made all other opinions drown
Artists displayed talents adding new dimensions to life's beauty
Poets and Writers granted insights undiscovered by majority
Leaders showed us the path towards a major revolution
Humanitarians proved love's power beyond any emotion
Inventors changed the world with introduction of technology
Saints manifested evidence for our potential for morality
Sportsmen unveiled how practice leads to perfection
Hitler personified intellect led by evil ambition
We should ask what is the method for measuring the greatness of any human?
Grandeur of purpose, scarcity of means and astounding results are the criterion
Who is that one king among mankind
who must capture our heart and mind?
whose knowledge hasn't yet been surpassed by any scholar
whose unparalleled success is both spiritual and secular
who conquered everything whether beliefs, ethics, law or land
whose teachings make ideals and reality both go hand in hand
who was a thinker, mystic, legislator, soldier, orator and ruler
who defied the division between politics and religious fervor
whose strategy on peace and war stands the test of time
whose guidance is for every age practical and sublime
whose economic principles can end the crisis of our generation
whose treatise on medicine can give health a vital direction
who alone brought a system of values and acts
with not a single flaw if based on only facts
whose message transcends language, race, culture and nationality
who is in the modern era, the most misunderstood personality
In tainting his image, the enemies of truth have tried their best
Innumerable books against him are written ignorantly in the West
Since critics cannot undermine his achievement's immensity
The only way left is to attack his character's integrity
A layman who doesn't understand the complexity of his mission
is easily influenced by such distorted discourse's narration
I challenge the educated and literate individuals
Can you name one man with superior credentials?
In front of his caliber and righteousness, I submit
He is none other than Muhammad, the last Prophet!

======================

Note: This is not a poem but rhymed prose

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

داخلے جاری ہیں

(پارٹ I اور II)

رجوع الی القرآن کورسز

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمہ قرآن
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی
5. تجوید وناظرہ
6. مطالعہ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعہ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 31 جولائی سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین وحضرات 31 جولائی کو صبح 8:30 بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

داخلہ کے خواہشمند 31 جولائی تک اپنی رجسٹریشن ضرور کروالیں۔ رجسٹریشن نہ ہونے کی صورت میں لیٹ داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

برائے رابطہ: **قرآن اکیڈمی**
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem.org

ندیم سہیل
0322-4371473

VOL : 26 **Regd. C.P.L NO. 114** No.23

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore